نمبر ۸۶ | ۲؍ شوال المکرم ۱۳۵۲ ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۸؍ جنوری ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

رمضان کے درس القرآن کے خاتمہ پر ۱۶؍ جنوری بعد نماز عصر بوقت ۵ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مسجد اقصیٰ میں آخری دو سورتوں کا بر عایت وقت درس دیا۔ پھر اُن اصحاب کے نام سُنا کر ان کے لئے دُعا کی تحریک فرمائی جنہوں نے بذریعہ تار حضور سے درخواست دُعا کی تھی۔ اس کے بعد افطاری کے وقت تک دُعا فرمائی۔ دُعا میں مردوں اور عورتوں کی اتنی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ کہ وسیع مسجد کے علاوہ آس پاس کے مکانات بھی بھر گئے۔

۱۶؍ جنوری کی شام کو چاند نظر آگیا۔ اور ۱۷؍ کو عید ہوئی۔ نماز عید حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے عید گاہ میں ۱۰ بجے پڑھائی۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد تمام مردوں کو جو خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت بڑی تعداد میں جمع تھے۔ مصافحہ کا شرف بخشا۔

۱۷؍ جنوری کی شام کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت تقریب عید تمام جماعت قادیان کو دعوت عام دی گئی۔ عورتوں اور بچوں کے لئے گھروں میں کھانا پہنچایا گیا۔ اور تمام صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان لوگوں نے جن کے نام قرعہ اندازی سے نکلے حضور کے ساتھ مسجد اقصےٰ میں کھانا کھایا۔ غربا کو کھانا ہدیۃً۔ اور صاحب استطاعت اصحاب کو فی کس تین آنے کے حساب سے دیا گیا۔ اور اس طرح عید کے دن مقامی جماعت کے تمام افراد نے ایک ہی قسم کا کھانا کھایا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بہترین دُعا

”بہترین دُعا وہ ہوتی ہے۔ جو جامع ہو تمام خیروں کی۔ اور مانع ہو۔ تمام مضرات کی۔ اس لئے انعمت علیہم کی دُعا میں آدم سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کے کل منعم علیہم لوگوں کے انعامات کے حصول کی دُعا ہے۔ اور غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین میں ہر قسم کی مضرتوں سے بچنے کی دعا ہے۔ چونکہ مغضوب سے مُراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ بالاتفاق ہے۔ تو اس دعا کی تعلیم کا منشا صاف ہے۔ کہ یہودیوں نے جیسے بے جا عداوت کی تھی۔ مسیح موعود کے زمانہ میں مولوی لوگ بھی ویسا ہی کریں گے۔ اور حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں یہاں تک کہ یہودیوں کے قدم بقدم چلیں گے“۔

(الحکم ۲۱۔ مئی ۱۹۰۳ء)

تبلیغی رپورٹ

ماریشس میں تبلیغ احمدیت

شہر پورٹ لوئیس میں جا کر ایک تعلیم یافتہ اہلحدیث نوجوان کو تبلیغ کی۔ اور اس کے بعض سوالات کے جواب دیئے۔ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء تبلیغ کا دن تھا۔ اس دن اور دوستوں نے بھی تبلیغ میں حصہ لیا۔ میں میاں جی یعقوب صاحب کو ہمراہ لے کر ایک معزز اور با اثر اہلحدیث کے ہاں گیا۔ اور ختم نبوت صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مباہلہ مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ مسائل کے متعلق مفصل طور پر سمجھایا۔ اس نے شکریہ ادا کیا۔ اور کہا۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ پوری تحقیق کروں گا۔ یکم نومبر ۱۹۳۳ء کو اہلحدیث نے جلسہ کا انتظام کیا۔ میں ضروری کتب لے کر پہونچ گیا۔ اور رات کے ایک بجے تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ حاضرین کافی تعداد میں تھے۔ بحمد للہ بہت اچھا اثر ہوا۔ احمدیوں غیر احمدیوں اور ہندوؤں کے مجمع میں ایک خطبہ نکاح پڑھا۔ اور رات کو ایک مکان پر وعظ کیا۔ تحریر کے ذریعہ بھی تبلیغ جاری ہے۔ ایک مقام تبا کی میں آریوں کا زور ہے۔ اور وہ وہاں دو تین مسلمانوں کو مرتد کر چکے ہیں۔ درد مند مسلمانوں نے ہمیں بلایا۔ اور آریوں سے گفتگو کرائی جس سے مسلمانوں کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ یوم التبلیغ منانے میں خاص طور پر مندرجہ ذیل دوستوں نے حصہ لیا۔ مسٹر احمد حسین صاحب گوروں کی آبادی میں گئے۔ اور ان کو حضرت مسیح کی آمد کی بشارت دی مسٹر نوریا پورٹ لوئیس میں بعض سیٹھوں کے پاس گئے۔ اور ان کو پیغام حق پہونچایا۔ احمد ابراہیم صاحب جیا کو بیاسیس میں بعض مسلمانوں کو تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ اور نیو گرو میں مسٹر پیر محمد صاحب نے اچھوتوں۔ اور مسلمانوں میں تبلیغ کی ::

نومبر کے پہلے ہفتہ میں تین نوجوان تعلیم یافتہ دارالسلام آئے۔ ان کو وفات مسیح ختم نبوت وغیرہ مسائل سمجھائے اور ان کے سوالوں کے تسلی بخش جواب دیئے۔ انہوں نے اپنا یہ ارادہ بھی ظاہر کیا۔ کہ کسی مناسب موقعہ پر مجھے اپنے ہاں بلائینگے۔ پورٹ لوئیس میں یہ نوجوان بہت اثر رکھتے ہیں ::

۹۔ نومبر کو تر بوئے گیا۔ اور جماعت کی تربیت کے متعلق کام کیا۔ وہاں بھی ایک شخص زیر تبلیغ ہے۔ اس کو تبلیغ کی۔ ۱۱۔ نومبر کو زاں جلی میں بوقت شب درس دیا :: خاکسار حافظ جمال احمد روز ہل (دارالسلام)

بحضور حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ

یہ آرزو ہے ترے دل کا راز ہو جاؤں
سنوں نہ غیر کی آؤں نہ اس کے دھوکے میں
بنایا حق نے ہے محمود تجھ کو اے پیارے
ترا ہو حسن ترقی پہ ناز اور بڑھیں،
مٹایا مجھ کو مری غفلتوں نے کیجے دعا،
نہ ہو مجھے غم دنیا۔ نہ آخرت کا خیال،
پُر نیاز ہو۔ اور اس کا آستانہ ناز

سبھی سے تیرے سوا بے نیاز ہو جاؤں،
اے کاش ہاتھوں میں تیرے میں ساز ہو جاؤں
زہے نصیب جو تیرا ایاز ہو جاؤں،
بڑھوں میں عشق میں بڑھکر نیاز ہو جاؤں
کہ آؤں ہوش میں اور گوش باز ہو جاؤں،
کچھ ایسا عشق میں تیرے گداز ہو جاؤں،
مٹاؤں آپ کو قربانِ ناز ہو جاؤں

محتاجِ دعا۔ نیاز۔ نئی دہلی

مجلس مشاورت ۱۹۳۴ء کے متعلق اعلان

حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس انشاء اللہ مورخہ ۳۰۔ مارچ ۱۹۳۴ء کو بعد نماز جمعہ شروع ہو کر یکم اپریل کی دوپہر تک جاری رہے گا ::

ضروری ہے۔ کہ اس اعلان کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنا اجلاس منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمائندگان کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ھذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ یہ بھی ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ کہ ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کی سکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے۔ کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں ::

نوٹ :- جماعتوں کے امراء بحیثیت امیر ہونے کے بغیر کسی مزید انتخاب کے مجلس مشاورت میں بطور اپنی جماعت کے نمائندے کے شریک ہو سکتے ہیں ::

پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

"موجودہ حیدرآباد" پر لاہور میں لیکچر

مولوی عبد الرحیم صاحب نیر نے ۱۲۔ جنوری ۱۹۳۴ء کو ایک لیکچر بذریعہ میجک لینٹرن وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں "موجودہ حیدرآباد" کے موضوع پر دیا۔ علامہ عبد اللہ یوسف علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ایم آئی۔ سی۔ ایس نے صدارت کی۔ لیکچر اچھا کامیاب ہوا اس میں انہوں نے حیدرآباد کی موجودہ ترقیات بیان کیں۔ اور غلط پروپیگنڈا کی تردید کی۔ یہ لیکچر احمدیہ انٹر کالجیئیٹ کے زیر اہتمام ہوا۔ خاکسار محمد یوسف سکرٹری

ایک مخلص احمدی کا صبر و استقلال

مخلص احمدی احباب خدا تعالےٰ کی راہ میں جس طرح نہایت صبر و شکر کے ساتھ تکالیف برداشت کرتے۔ اور خدمت دین میں آگے ہی آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی ایک تازہ مثال ہمارے علم میں آئی ہے۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے ::

میاں محمد مراد صاحب پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ کے ایک مخلص احمدی ہیں۔ جو باوجود ہر قسم کی مشکلات کے تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس وقت تک نوے اصحاب کے قریب ان کے ذریعہ سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں تین ہندو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ حال میں وہ اپنے ایک قریبی گاؤں میں تبلیغ کے لئے گئے۔ اور وہاں کے ایک مولوی صاحب سے گفتگو کی۔ تو مولوی صاحب نے مع اپنے شاگردوں کے ہزیمت اٹھانے کے بعد بد زبانی شروع کر دی۔ اس طرح بھی جب ان کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا۔ تو میاں محمد مراد صاحب کو درخت سے باندھ کر پیٹا گیا۔ جس سے ان کے تمام بدن پر ضربات آئیں۔ اور ایک ہاتھ کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔ پھر قریب کے ایک راجباہ میں جس میں گہرا پانی تھا۔ ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں دھکیل دیا۔ گو انہیں غوطے کھانے پڑے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ان کو بچا لیا۔ یہ سب تکالیف انہوں نے نہایت صبر و استقلال سے برداشت کیں۔ اور اس وقت جبکہ انہیں سخت تکلیف دی جا رہی تھی۔ ایذا رسانوں کے لئے یہی دعا کرتے رہے کہ الٰہی انہیں سمجھ اور ہدایت عطا کر۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ان کی ہر قسم کی تکالیف کو دور کرے ::

درخواستِ دعاء

خاکسار کے گھر آٹھ بچے فوت ہو جانے کے بعد ۶۔ جنوری ۱۹۳۴ء کو اللہ تعالےٰ نے ایک لڑکی عطا فرمائی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ۔ اور بزرگانِ دین کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ اس بچی کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز یہ بھی کہ اللہ تعالےٰ اسے صالحہ بنائے۔ خاکسار سید غلام احمد از سوہگرہ

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نمبر ۸۶ | قادیان دارالامان مورخہ یکم شوال ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

تشدد پسندوں اور اُن کے حامیوں کی قابلِ مذمت حرکات

بہی خواہانِ ہند کا فرض

پُر امن جنگ کی آڑ لینے کی وجہ

موجودہ حکومت کے متعلق ہر رنگ میں نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کرنے۔ اس کے خلاف عوام کو ہر طریق سے اشتعال دلانے۔ اسے شیطانی حکومت قرار دینے۔ اور اسے اُلٹنے کے لئے ناجائز سے ناجائز کوشش کرنے والے گاندھی جی اور ان کے دوسرے رفقاء کے وہم و گمان میں بھی اگر یہ بات آ سکتی۔ کہ وُہ تشدد اور جبر سے اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ اور خونریز جنگ و جدال سے اپنے ارادوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ تو وُہ کبھی بھُولے سے بھی "پُر امن جنگ" کی اصطلاح نہ گھڑتے۔ اور عدم تشدد کا نقاب نہ اوڑھتے۔ بلکہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔ وُہ کبھی کا صفائی کے ساتھ نمایاں ہو جاتا۔

تشدد سے کام لینے کی خواہش

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ "عدم تشدد" پر اپنی خلافِ امن و خلافِ قانون سرگرمیوں کی بنیاد رکھنے والے۔ اور بظاہر کشت و خون اور بدامنی و بغاوت کو اپنے اصول کے خلاف بتانے والے اس لئے "عدم تشدد" کا ڈھول نہیں پیٹتے۔ کہ ان کے دلوں میں خونریزی اور بدامنی پھیلانے کی خواہش نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وُہ اپنے آپ میں اس کے لئے طاقت اور ہمت نہیں پاتے۔ یہ حقیقت ایسی واضح ہے۔ کہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا وُہ شخص جسے عدم تشدد کے اصل کا موجد ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اور جسے امن کا دیوتا کہا جاتا ہے۔ یعنی گاندھی جی۔ انہوں نے علی الاعلان کہا۔ کہ:۔

"ہمارے دلوں میں کافی تشدد موجود ہے۔ اگر ہم غیر متشدد رہے ہیں۔ تو صرف مصلحت کے طور پر۔ صرف اس لئے کہ ہم میں تشدد کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ اگر ہم کو تشدد کے ذریعہ کامیابی کی امید ہوتی۔ تو ہم تشدد کو اختیار کرنے سے احتراز نہ کرتے" (ملاپ ۲۹ جولائی ۱۹۳۳ء)

گاندھی جی اور عدم تشدد

اس سے بڑھ کر حکومت کے مقابلہ میں تشدد اور خونریزی سے کام لینے کی خواہش رکھنے کا اعتراف اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ چونکہ گاندھی جی۔ اور ان کے تمام پیرو جانتے ہیں۔ کہ حکومت کے مقابلہ میں کھُلم کھُلا جنگ آزمائی ان کے لئے ناممکن ہے۔ اور مسلح بغاوت محال۔ اس لئے انہوں نے عدم تشدد کے پردہ میں حکومت کو اُلٹنے کی جد و جہد شروع کر رکھی ہے۔

تشدد کرنے والوں کی حوصلہ افزائی

لیکن اس کے ساتھ ہی وُہ ان سرپھرے نوجوانوں کی جو خفیہ طور پر تشدد اور خونریزی کے منصُوبے کرتے۔ اور گورنمنٹ کے حکام پر بے خبری میں نہایت بزدلانہ اور شرمناک قاتلانہ حملے کرنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ مختلف طریقوں سے حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ انڈین نیشنل کانگرس کے ایک سالانہ اجلاس میں جب نمائشی طور پر سیاسی تشدد کی مذمت کا ریزولیوشن پیش کیا گیا تو اس کے ساتھ ہی تین سیاسی قاتلوں بھگت سنگھ وغیرہ کی جنہوں نے ایک نوجوان پولیس افسر کو لاہور میں قتل کیا تھا۔ قربانی اور بہادری کی مدح سرائی بھی کی گئی۔ اور ستم یہ کہ اس ریزولیوشن کو پیش کرنے والے گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال تھے۔ ان کا یہ طریق عمل دراصل قاتلوں کے ساتھ ہمدردی اور ان کی مدح سرائی کی وبا کے لئے سگنل تھا۔ چنانچہ اس کے بعد سیاسی قتلوں کی فہرست میں اضافہ ہوتا گیا۔

میدناپور کا حادثہ اور گاندھی جی

پھر گزشتہ سال کے ماہ ستمبر میں میدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر برج کو جب قتل کیا گیا۔ تو باوجود اس کے کہ میدناپور میں یہ حادثہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلا نہیں تھا۔ بلکہ تین سال کے عرصہ میں یہ تیسرا حادثہ تھا۔ اس سے قبل اسی جگہ دو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو قتل کیا جا چکا تھا تاہم نہ صرف کانگرسی اخبارات نے بلکہ خود گاندھی جی نے ایسے رنگ میں اس کے متعلق اظہارِ خیالات کیا۔ جس کا مطلب صریح طور پر ایسے قاتلانہ حملوں کی حمایت تھی۔ چنانچہ گاندھی جی نے کہا:۔

"میدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے قتل پر میں گہرے رنج کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مگر ساتھ ہی اس بات کا بھی اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ حکمران نہ صرف ان غلطیوں کی ہی تلافی کریں گے جو اس قسم کی وارداتوں کا مُوجب ہوتی ہیں۔ بلکہ جوابی دہشت انگیزی کے ذریعہ حکومت کرنے پر اصرار کریں گے۔ آرڈی ننس راج کا بلا شک و شبہ یہی مدعا ہے"۔ (پرتاپ ۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ظاہر ہے۔ کہ اس رنگ میں حکام پر قاتلانہ حملوں کی وجوہ کی وضاحت کرنے اور قاتلوں سے اظہار ہمدردی کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گاندھی جی کے نزدیک بھی بے گناہ افسروں پر قاتلانہ حملے ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ حکومت اپنی غلطیوں کی تلافی نہیں کرتی۔ اور وُہ اس قسم کی خونریزی اور تشدد کو دُور کرنے کے لئے قانون نافذ کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ جب گاندھی جی بھی بے قصُور حکام کو بزدلانہ طریق سے قتل کرنے والوں کی اس طرح حمایت کرتے رہے ہوں۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ اس قسم کے شرمناک حادثات کا انسداد ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی اس قسم کا حادثہ رُونما ہو کر جہاں عدم تشدد کے دعویداروں کے چہروں کو بے نقاب کرتا رہتا ہے۔ وہاں حکومت کو اور زیادہ انسدادی انتظامات کرنے پر مجبُور کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی حکومت اس قسم کی دہشت انگیزی اور قتل و خونریزی کی تحریک کو برداشت نہیں کر سکتی۔

حکومت کی انسدادی تدابیر

چونکہ ان دنوں اس تباہ کن اور بربادی بخش تحریک کا سب سے زیادہ زور بنگال میں ہے۔ اس لئے حکومت صوبہ بنگال سے اس لعنت کو دُور کرنے پر خاص طور سے متوجہ ہے۔ چنانچہ وائسرائے ہند نے اس دہشت انگیز تحریک کا ذکر کرتے ہوئے ۸ جنوری کو کلکتہ میں یورپین ایسوسی ایشن کے ڈنر کے موقعہ پر کہا:۔

"اس تحریک کے خلاف حکومت کی تمام طاقت اور اس کے ذرائع استعمال کئے جائیں گے۔ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ بنگال اس معاملہ کے متعلق ایک دوسرے کے بہت نزدیک ہیں۔ اور اس سلسلہ میں جو کارروائی کرنی چاہیئے۔ ان کا آپس میں پورا پورا اتفاق ہے۔ یہ بدقسمتی ہے۔ کہ اس لعنت کو دُور کرنے کے لئے ایسی تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ (اور ہم نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ یہ تدابیر تب تک جاری رہیں گی۔ جب تک اس لعنت کا مکمل طور پر خاتمہ نہ کر دیا جائے) جن کی وجہ سے بہت سا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اور بنگال جیسے اہم صُوبہ کی حکومت کو عام بہتری و ترقی کے کاموں سے توجہ ہٹا کر تمام تر توجہ اسی کام پر مرکوز کرنی پڑتی ہے"۔

(ملاپ ۱۱ جنوری ۱۹۳۴ء)

ہر امن پسند کا فرض

ہر وُہ شخص جو اس تحریک کو جس کی غرض حکومت کے ملازمین کو قتل کر کے خاص انقلابی مقاصد حاصل کرنا اور ملک میں بدامنی پیدا کرنا ہے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا۔ اور ملک کے لئے تباہ کُن یقین کرتا ہے وُہ حکومت کو سخت سے سخت انسدادی انتظامات کرنے میں حق بجانب قرار دینا اپنا فرض سمجھیگا۔ اور اس قسم کے انتظامات کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کرے گا۔

عدم تشدد کے دعویداروں کا طریق عمل

لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ جہاں عدم تشدد کے دعویدار حکومت کی انسدادی تدابیر کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ وہاں خونریزی کے حادثات کو روکنے اور تشدد پسندوں کو اپنی خطرناک حرکات سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کر رہے۔ بلکہ الٹا یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت اپنی تمام جدوجہد اور ساری سرگرمیوں کے باوجود تشدد پسندوں کی شرارتوں اور خونریزیوں کے انسداد میں ناکام ہو رہی ہے۔ چنانچہ ۷- فروری کو چٹاگانگ کی کلب گراؤنڈ میں کرکٹ کے میچ کے موقعہ پر جو حادثہ رونما ہوا۔ اس کا ذکر کرتا ہُوا اخبار "پرتاپ" (۱۱- جنوری ۱۹۳۴ء) لکھتا ہے:-

"پُرامن یورپینوں پر بم پھینکنے کا واقعہ جو کل پرسوں چٹاگانگ میں ہوا۔ کتنا ہی افسوسناک کیوں نہ ہو۔ مگر اس اعتبار سے قابل توجہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کی پیش بندیوں کے باوجود ایسے نوجوان اس علاقہ میں ہیں۔ جو بم اور ریوالور اپنے ساتھ چھپائے پھرتے ہیں۔ جب گورنمنٹ کی انتہائی سختی اس بدعت کو نوجوانوں سے دور نہیں کر سکی۔ تو کیا وقت نہیں آگیا۔ کہ گورنمنٹ اپنی پالیسی پر نظرثانی کرے"

یہی اخبار اپنے ۱۲- جنوری کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ عین ان دنوں جبکہ لارڈ ولنگڈن کلکتہ میں موجود ہیں۔ چٹاگانگ کے چار بنگالی نوجوان کرکٹ کے میچ میں آتے ہیں۔ اور ہجوم کے اس حصہ میں جہاں کہ انگریز تھے۔ بم گراتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ ہجوم میں سے نہ ہی کوئی انگریز۔ اور نہ ہی کوئی ہندوستانی ہلاک ہوا۔ انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی بال بال بچ گیا۔ یہ بھی درست ہے۔ کہ چار میں سے دو انارکسٹ ہلاک ہو گئے اور دو گرفتار۔ تو بھی واقعہ کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ باوجود ان تمام انسدادی تدابیر کے جو گورنمنٹ انقلابی تحریک کی بیخ کنی کے لئے کر رہی ہے۔ اور جن کی وجہ سے سارے بنگال میں ہاہا کار مچ رہا ہے۔ وُہ دبی نہیں"

تشدد پسندوں کی حوصلہ افزائی

یہ ہے وُہ نتیجہ جو تازہ حادثہ سے "حقوق کی پُرامن جنگ" کرنے کے مدعیوں اور عدم تشدد کے حامیوں نے اخذ کیا ہے۔ اور جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ وُہ تشدد کا ارتکاب کرنے والوں کی مذمت کرنے کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ اور یہ بتا رہے ہیں۔ کہ حکومت ان کی سرگرمیوں کو کچلنے میں ناکام ہو رہی ہے۔ اگر واقعہ میں ایسا ہی ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی درست ہے۔ کہ "ایک طرف گورنمنٹ ہے اور دوسری طرف بنگال کے نوجوان ہیں۔ دونوں سر دھڑ کی بازی لگا چکے ہیں۔ نہ نوجوان کسی کی سُنتے ہیں۔ اور نہ گورنمنٹ۔ اس لئے کسی تیسرے کا اس جنگ میں دخل دینا واقعی دخل در معقولات ہے" (پرتاپ ۱۲- جنوری) تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کی انسدادی تدابیر کے خلاف تو بے تحاشا شور مچایا جاتا۔ اور ہر چھوٹا بڑا کانگرسی چیختا چلاتا نظر آتا ہے۔ لیکن تشدد پسند ہندوؤں کو ان کی تباہ کُن حرکات سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اگر بنگالی نوجوان کسی کی نہیں سُنتے تو حکومت انہیں سُنانے کے لئے جو کچھ کر رہی ہے۔ اس میں دخل دینے کا کیا مطلب۔ اور کیوں یہ دخل در معقولات نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کانگرسی دل سے تشدد پسندوں کے حامی ہیں۔ اور نہیں چاہتے۔ کہ وہ اپنی خلاف انسانیت حرکات سے باز آئیں۔ اس لئے وُہ حکومت کے مقابلہ میں ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ اور یہی بات اس تازہ حادثہ میں بھی نظر آ رہی ہے۔

حکومت کی انسدادی تدابیر

لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ کہ حکومت انسدادی تدابیر میں تشدد پسندوں کے مقابلہ میں ناکام ہو رہی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں اس تازہ حادثہ کو ہی پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی اس قسم کے دوسرے حادثات کی طرح بالکل اچانک اور بے خبری میں رونما ہُوا۔ لیکن بجائے اس کے کہ تشدد پسند اپنے مذموم مقصد میں کامیاب ہوتے۔ انہیں نہ صرف ناکامی کا مونہہ دیکھنا پڑا۔ بلکہ ان میں سے دو کو تو قتل کر دیا گیا اور دو کو موقعہ پر ہی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ حکومت کی انسدادی تدابیر کی کامیابی کا نتیجہ نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ حکومت تشدد پسندوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح آمادہ ہے۔ اور وُہ لوگ جو تشدد پسندوں کی حوصلہ افزائی کے مرتکب ہو کر انہیں خطرناک راہ اختیار کرنے کی جُرأت دلاتے ہیں۔ وُہ ایک طرف تو اس قسم کے عاقبت نااندیش نوجوانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے مجرم ہیں۔ اور دوسری طرف ملک کو زیادہ سے زیادہ مصائب و مشکلات میں مبتلا کر رہے ہیں۔

تشدد پسندوں کے حامی غور کریں

کاش یہ لوگ اپنے طریق عمل پر غور کریں۔ اور جس تباہی کی طرف ملک کے نوجوانوں کو لے جا رہے ہیں۔ اور جن مصائب میں اہل ملک کو مبتلا کر چکے ہیں۔ ان میں مزید اضافہ کرنے کی بجائے صحیح طریق عمل اختیار کریں۔ جب ان پر یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ کہ "جو دیش پُرامن جنگ کامیابی سے نہیں کر سکتا۔ وُہ تشدد آمیز جنگ کیا کرے گا۔ اس کے لئے تو بہت زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے" (پرتاپ ۱۱ جنوری ۱۹۳۴ء) تو پھر وُہ کیوں انقلاب پسندوں کی پُرتشدد تحریک کی پُرزور مذمت نہیں کرتے۔ انہیں ملک کے دشمن قرار دے کر ان سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے۔ اور انہیں راہ راست پر لانے کے لئے حکومت کے ساتھ مل کر کام نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک ایسے لوگ جو تشدد پسندوں کی کسی نہ کسی رنگ میں حمایت کرتے ہیں۔ تشدد پسندوں سے بھی زیادہ ہندوستان کے دشمن اور اہل ہند کے بدخواہ ہیں۔ ملک کے حقیقی بہی خواہوں کا فرض ہے کہ وُہ تشدد پسندوں کی نقصان رساں حرکات کا قلع قمع کرتے ہُوئے ان کے حامیوں کو بھی نظرانداز نہ کریں۔ اور اس بارے میں حکومت جو تدابیر اختیار کرے۔ ان کی نہ صرف زبانی طور پر بلکہ عملی رنگ میں بھی پوری پوری تائید کریں۔

حاجیوں کے جہاز پر آسانیاں

ہمیں یہ معلوم کر کے خوشی ہُوئی۔ کہ ٹرنر موریسن کمپنی جو حاجیوں کے لئے جہاز مہیا کرتی ہے۔ حاجیوں کے آرام و آسائش کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ جہاز کی روانگی کے دن مسٹر براؤن اپنے ضروری سٹاف کو لے کر جہاز پر موجود رہتے ہیں۔ ایسا ہی مسٹر رینلڈ ڈپٹی کمشنر پولیس اور ان کا عملہ ایسے موقعہ پر ہر ضروری مدد دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ قلیوں اور مزدوروں کی بھی وُہ اس حد تک نگرانی کرتے ہیں کہ وُہ حاجیوں سے زیادہ اُجرت چارج نہ کریں۔ ہمارا خاص نامہ نگار اس جہاز (علوی) پر موجود تھا۔ جو ۱۹- دسمبر ۱۹۳۳ء کو روانہ ہُوا۔ وُہ بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے دیکھا۔ جہاز ران کمپنی کے عہدہ دار اور عملۂ پولیس پُوری تندہی سے حاجیوں کے آرام و آسائش میں کوشاں تھا۔ حج کمیٹی کے ممبر بھی بنفس نفیس حاجیوں کی مدد کر رہے تھے۔ حج کمیٹی۔ عملۂ پولیس اور ٹرنر موریسن کمپنی والے ہر اس مشورہ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو حاجیوں کے آرام و آسائش کے لئے ان قوانین اور حدود کے اندر دیا جائے۔ جن پر عمل کرنا ان کے ضروری ہے۔ بعض لوگ خاص حالات کے ماتحت جہاز ران کمپنی کے متعلق غیر ضروری پراپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ جو افسوسناک امر ہے۔ اس کے لئے بہترین طریق یہ ہے۔ کہ براہ راست حج کمیٹی یا خود کمپنی کو توجہ دلائی جائے۔ اگر کوئی امر قابل اصلاح ہو۔ گورنمنٹ ہند نے حاجیوں کو اخراجات کے لئے پہلے بھی توجہ دلائی تھی۔ کہ وُہ کافی زادِ راہ لے کر جائیں۔ اور اب پھر ایک کمیونک شائع کیا ہے۔ کہ بعض حاجی ناکافی زادِ راہ لے کر جدہ پہونچتے ہیں۔ اس کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

جہاز پر حاجیوں کے لئے کھانے کا انتظام خود جہاز ران کمپنی نے کیا ہے۔ اور عمدہ کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ ہم کوشش کریں گے۔ کہ حاجیوں کی اطلاع کے لئے ضروری معلومات وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہیں۔ اگر اس سال جانے والے حاجی چاہیں گے۔ تو الفضل کے ذریعہ ان کے لئے ضروری آسانیاں مہیا کرنے کی انشاء اللہ العزیز کوشش کی جائے گی۔ اور امید ہے۔ کہ انہیں نسبتاً بہت کچھ سہولت اور آرام میسر آسکے گا۔

دعاؤں کی قبولیت کیلئے دائمی عجز و انکسار کی ضرورت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آیا تو میں اسی ارادہ سے تھا۔ کہ میں

خطبۂ جمعہ

پڑھا سکوں گا۔ کیونکہ کل شام سے کھانسی کی تکلیف میں مجھے بہت کچھ افاقہ محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن نہ معلوم تین چار دن زیادہ لیٹے رہنے کی وجہ سے یا بلغم کی زیادتی کی وجہ سے ممبر پر کھڑے ہونے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نہ زیادہ بول سکتا ہوں۔ اور نہ ہی آواز اونچی کر سکتا ہوں۔

رمضان کے دن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے ہی مبارک ہوتے ہیں۔ اور مومن کے لئے تو سب دن ہی بابرکت ہوتے ہیں۔ مگر نہ معلوم کن خیالات کے ماتحت یا کن اثرات کی وجہ سے مسلمانوں نے

رمضان کے آخری جمعہ کو خاص اہمیت

دے دی ہے۔ اور یہ اہمیت اس قدر ترقی کر چکی ہے۔ کہ بہت سے مسلمان یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس دن کی نمازیں ان کی ساری نمازوں کی کوتاہیوں کو پورا کر دیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا وہم ہے۔ جس نے مسلمانوں کو بہت کچھ نقصان پہنچایا۔ اور ان میں سستی اور غفلت پیدا کر دی ہے مگر بہر حال لوگوں میں یہ احساس ہے۔ اور اس دن میرے پاس بھی

بہت سی تاریں

اور لوگوں کے خطوط آ جاتے ہیں۔ جن میں یہ درخواست ہوتی ہے۔ کہ جمعۃ الوداع میں ہمارے لئے دعا کی جائے۔ پھر عام جمعوں کی نسبت اس دن اجتماع بھی زیادہ ہوتا ہے۔ عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس دن میں کچھ ایسی کشش پیدا ہو گئی ہے۔ کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اکٹھے ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس رمضان اگرچہ سارا ہی مبارک مہینہ ہے۔ اور

آخری عشرہ

سارا ہی بابرکت ہوتا ہے۔ اور کسی خاص دن کی عبادت انسان کی کوتاہیوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ بلکہ کوتاہیوں کے ازالہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان کفارہ دے۔ پھر بھی یہ احساس لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اس وجہ سے وہ لوگ جو دوسرے ایام میں

عبادت میں غفلت

کرتے ہیں۔ اس دن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یا شائد میں غلطی کرتا ہوں۔ اصل بات یہ ہو۔ کہ جو لوگ اپنے اپنے علاقوں میں جمعہ پڑھتے ہوں۔ وہ جمعۃ الوداع کے لئے کسی قریب کے اہم مقام پر جمع ہو جاتے ہوں اور اس لحاظ سے اجتماع زیادہ ہو جاتا ہو۔ بہر حال چونکہ لوگ اس دن زیادہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس اجتماع سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور اسی ذریعہ سے اسے بابرکت بنایا جا سکتا ہے۔

اسلامی سنت

سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ جتنا زیادہ اجتماع ہو۔ اسلام اتنا ہی زیادہ

عبادت اور خشوع خضوع پر زور

دیتا ہے۔ اور یہی اسلام نے برکتیں حاصل کرنے کا گر بتلایا ہے۔ اگر جمعہ میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ تو اس دن بھی عبادت میں اس طرح زیادتی کر دی۔ کہ گو دو رکعت فرائض رکھے۔ مگر اس کے ساتھ ایک لمبا خطبہ رکھ دیا۔ پھر علاوہ دوسرے ایام کے حج کے دن اسلام نے زیادہ زور سے

ذکر الٰہی کرنے کی تاکید

اور قرآن شریف کی تلاوت کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر عیدین کے موقعہ پر اجتماع ہوتا ہے۔ اس دن بھی ایک نماز زائد رکھ دی۔ بلکہ علاوہ اس کے ایک میں صدقۃ الفطر اور دوسری میں قربانی رکھ کر اس امر کی طرف اشارہ کیا۔ کہ

خوشی حاصل کرنے کا گر

یہی ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ عبادت کی جائے۔ اور اس طرح اجتماعات سے حقیقی فائدہ اٹھایا جائے۔ باقی دنیا میں بھی اجتماعات ہوتے ہیں۔ مگر ان کے

اجتماعات میں لہو ولعب

ہوتا ہے۔ جو ایک ظاہری اور عارضی خوشی تک محدود ہوتا ہے۔ ان اجتماعات میں کھیلیں ہوتی ہیں۔ تماشے ہوتے ہیں۔ تھیٹروں کی قسم کے سوانگ بھرے جاتے ہیں۔ مگر ان کھیلوں سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا۔ بچوں کو ان کھیلوں کے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے۔ نوجوان بھی خوش ہوتے اور شائد بوڑھے بھی بچوں اور نوجوانوں کے اثر کے ماتحت تھوڑی دیر کے لئے خوش ہو لیتے ہوں۔ مگر لہو ولعب بہر حال لہو ولعب ہی ہے۔ اور ان چیزوں کا اثر اسی وقت تک رہتا ہے۔ جب تک کھیلیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن

عبادت کا اثر

دائمی ہوتا ہے۔ کیونکہ سچی عبادت انسان کو خدا کے قریب کر دیتی ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ایسا انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے نیچے آ جاتا ہے۔ اور اگر عبادات میں زیادتی ہوتی چلی جائے۔ تو انسان خدا تعالیٰ کی حفاظت میں پہلے سے زیادہ آ جاتا ہے۔ اور اس طرح ترقی کرتے کرتے

دائمی جنت کا وارث

ہو جاتا ہے۔ اس دائمی راحت کے مقابلہ میں لہو ولعب کی وقتی راحت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ یہی گر ہے۔ جو اسلام نے اجتماعات کے موقعہ پر ہماری روحانی ترقی اور دائمی راحت کے لئے بتایا۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہماری عبادات میں زیادتی ہو

آج کا غیر معمولی اجتماع

خواہ کسی غلط یا صحیح روایت کی بناء پر ہو۔ یا کسی بزرگ کے قول پر اس کی بنیاد ہو۔ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور آخری جمعہ ہونے کے لحاظ سے

رمضان کے متعلق ہدایات

بھی دے سکتے ہیں۔ گو رمضان کا بیشتر حصہ اس جمعہ کے آ...

سے پہلے گذر جاتا ہے۔ مگر بسا اوقات ان آخری دنوں میں وہ رات آجاتی ہے۔ جس کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رؤیا اور بشارت کی بناء پر خاص طور پر اہمیت دی ہے۔ وہ بشارت یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصاً طاق راتوں میں ایک رات ایسی آتی ہے۔ جس میں خصوصیت سے اللہ تعالےٰ کے فضل نازل ہوتے۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اس رات بندہ جو کچھ صدق نیت اور اخلاص سے اللہ تعالےٰ سے مانگے گا۔ وہ اسے دیا جائے گا۔ اس کا نام مسلمانوں میں

لیلۃ القدر

مشہور ہے۔ یہ لیلۃ القدر کب آتی ہے۔ یہ معلوم نہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اس سال کی لیلۃ القدر کا علم دیا تھا۔ مگر آپ جب باہر لوگوں کو بتانے کے لئے تشریف لائے۔ تو دیکھا۔ کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ان کی لڑائی لڑ سختی کو دیکھ کر آپ کو ملال ہؤا۔ اور اس قدر تکلیف پہنچی۔ کہ شدت غم سے آپ کو اس رات کی تاریخ بھول گئی۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں لیلۃ القدر بتانے کے لئے آیا تھا۔ مگر تمہاری لڑائی کو دیکھ کر میرے ذہن سے وہ تاریخ نکل گئی۔ اب میں بتاتا ہوں۔ کہ

لیلۃ القدر آخری عشرہ میں

تلاش کرو۔ اور خصوصیت سے اس کی طاق راتوں میں جاگو۔ کیونکہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں کوئی رات لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

روحانی علماء

جو اس امت میں گذرے ہیں۔ ان کا تجربہ ہے۔ کہ لیلۃ القدر کی تاریخیں بدلتی رہتی ہیں۔ ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ اور ۲۹ ایسی تاریخیں ہیں۔ جن میں اکثر لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ یعنے کبھی ۲۱ تاریخ کو لیلۃ القدر ہوگی۔ کبھی ۲۳ کو کبھی ۲۵ کبھی ۲۷ اور کبھی ۲۹ کو۔ اور بعض روحانی علماء نے اس بات کا بھی تجربہ کیا ہے۔ کہ کبھی لیلۃ القدر آخری عشرہ سے بھی پہلے آجاتی ہے۔ مگر کثرت سے بلکہ اتنی کثرت سے کہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ۹۹ فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تجربہ

بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے۔ اور مزید براں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تجربہ سے یہ امر بھی ثابت ہے۔ کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے بالعموم یہ رات

ستائیس تاریخ

کو آتی ہے۔ اس لحاظ سے اب کی دفعہ لیلۃ القدر جکا زیادہ امکان ہوسکتا ہے۔ اس جمعہ کے بعد آنے والی ہے۔ بعض صحابہؓ کے تجربہ اور صوفیاء کے تجربہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس رات آسمان پر ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو غیر معمولی ہوں۔ بعض دفعہ

غیر معمولی ترشح

ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ آسمان پر غیر معمولی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ مگر بالکل ممکن ہے۔ کہ یہ روحانی امور ہوں۔ کیونکہ ان کے دیکھنے والے منفرد ہوتے ہیں۔ اگر جسمانی رنگ میں یہ امور ظاہر ہوتے۔ تو ان کو دیکھنے والے بہت سے ہوتے۔ پس بالکل ممکن ہے۔ یہ

کشفی نظارہ

ہو۔ اور خدا تعالےٰ یہ بتانا چاہتا ہو۔ کہ آج کی رات ہی لیلۃ القدر ہے چاند کے متعلق چونکہ بالعموم شبہ رہتا ہے۔ اور یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ وقت پر دیکھا گیا ہے۔ یا بعد میں۔ اور بعض دفعہ لوگوں کی شہادتیں بھی مشتبہ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے

۲۶ اور ۲۷ دو راتیں

خصوصیت سے اہم ہوتی ہیں۔ اگر چاند کے متعلق کسی قسم کا شبہ ہو تو بعض دفعہ دھوکا لگ سکتا ہے۔ اور انسان جب یہ خیال کر رہا ہوتا ہے کہ آج ۲۶ تاریخ ہے۔ دراصل ۲۷ تاریخ ہوتی ہے۔ اس لئے ۲۶ اور ۲۷ دونوں راتوں میں خصوصیت سے عبادت کرنی اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے۔ رمضان کی ساری راتیں ہی مبارک ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس مہینہ کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے نزول کے لئے چنا۔ پس سارے رمضان میں ہی لیکن خصوصیت سے آخری عشرہ میں قرآن کریم بہت پڑھنا چاہیئے۔ ذکر الٰہی پر زور دینا چاہئے اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔

ہماری جماعت

جو روحانی جماعت ہے۔ اور جس کے سپرد ایک ایسا کام کیا گیا ہے جو انسانی ہاتھوں سے ہونا ناممکن ہے۔ اس کے لئے تو بہت ہی ضروری ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرے۔ کیونکہ ہمارے پاس

کامیابی کا ایک ہی ذریعہ

ہے۔ اور وہ دعا ہے۔ یہ دن چونکہ دعاؤں کی قبولیت کے ہیں۔ اس لئے اب جبکہ ہم آخری عشرہ میں سے گذر رہے ہیں۔ اور جبکہ وہ رات جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے۔ آنے والی ہے۔ میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ دعاؤں پر زور دے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

افطاری کا وقت

قبولیت دعا کا ہوتا ہے۔ اسی طرح

سحری سے پہلے کا وقت

بھی دعائیں قبول ہونے کا ہوتا ہے۔ سحری سے سورج نکلنے تک کا وقت بھی قبولیت دعا کے لئے احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ غرض عصر سے مغرب تک جس میں افطاری کا وقت بھی شامل ہے۔ اور پو پھٹنے سے سورج کے نکلنے تک کا وقت خاص طور پر دعاؤں کے لئے موزوں ہوتا ہے۔ ان وقتوں میں اگر دعا کی جائے۔ تو خصوصیت سے قبول ہوتی ہے۔ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ تہجد کے وقت خاص طور پر ملائکہ نازل ہوتے۔ اور

الٰہی برکات و فیوض کا نزول

ہوتا ہے۔ اور روزوں کا قرآن کریم میں جہاں ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں دعا کی قبولیت کا وعدہ بھی دیا گیا ہے۔ غرض ان دنوں سے خصوصیت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

جماعت کے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہماری تمام فتوحات روحانی ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں جب میں بعض دفعہ اپنے دوستوں میں سے کسی کے مونہہ سے یہ سنتا ہوں۔ کہ ہم اپنی تدبیروں سے یوں کر دینگے اس میں کشبہ نہیں۔ کہ ہمیں اپنی تدبیروں سے بھی کام لینا چاہیئے لیکن اگر ہم خدا تعالےٰ کی نصرت کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی

تدبیروں پر کامیابی کا انحصار

رکھیں گے۔ تو ہم یقیناً ناکام رہیں گے۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ ہماری ہر ایک تدبیر خدا تعالےٰ کی مرضی اور اسکی رضا کے ماتحت ہو۔ دعا

عجز کی متقاضی

ہوتی ہے۔ لیکن دعا کے علاوہ بھی ہم پر عاجزانہ رنگ غالب رہنا چاہیئے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک نوکر کو کوئی ضرورت درپیش ہو تو آقا کے سامنے جاکر عاجزانہ رنگ اختیار کرتا ہے۔ اس لئے کہ اسکی ضرورت اسے مجبور کرتی ہے۔ کہ وہ ایسا کرے۔ مگر کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ اگر وہ ضرورت پوری کراتے وقت تو عاجزانہ رنگ اختیار کرے۔ لیکن اسکی عادت یہ ہو کہ بعد میں اکڑ جائے۔ اور آقا کے سامنے

متکبرانہ رنگ

اختیار کرے۔ تو وہ آقا اس کی ضرورت کو پورا کر دیگا؟ کبھی نہیں۔ ضرورت کے وقت تو ہر شخص عاجز بن سکتا ہے۔ مشرک بھی ضرورت کے وقت اپنا ماتھا خدا کے آگے رگڑ سکتا ہے۔ پس صرف دعا کے وقت عاجزی دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک ہر وقت تم پر عاجزانہ رنگ کا غلبہ نہیں رہتا۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ اگر تم دعا کے وقت خدا تعالےٰ کے آگے کچھ رو لیتے ہو تو یہ تمہارے لئے کافی ہے

دعا کے وقت رونا

کوئی بڑی بات نہیں بعض دفعہ انسان دوسرے کی مصیبت کا تصور کر کے بھی رو پڑتا ہے۔ اور بعض دفعہ اپنی مصیبت پر غور کر کے بھی انسان کے آنسو نکل آتے ہیں۔ بالکل ممکن ہے۔ ایک انسان اسی قسم کے اثرات کے ماتحت دعا میں روتا ہو۔ مگر دوسرے وقت فرعون سے بھی بڑھ کر ظالم ہو

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

کا ایک بچہ فوت ہوگیا۔ ایک خادمہ جو میری کھلاتی بھی تھی۔ وہ اتنا روئی کہ بچے کی ماں بھی اتنا نہیں روئی تھی۔ حضرت ام المومنینؓ کو خیال آیا۔ کہ اس رونے میں ضرور کوئی خاص بات ہے۔ انہوں نے اس سے پوچھا۔ تو اتنا کیوں روتی ہے۔ پہلے تو وہ کہنے لگی۔ بچہ جو فوت ہوگیا ہے۔ اسکے صدمہ سے روتی ہوں حضرت ام المومنینؓ نے کہا نہیں کوئی اور بات ہے۔ سچ سچ بتا۔ وہ کہنے لگی۔ اصل بات یہ ہے کہ پیر منظور محمد صاحب ابھی آئے تھے۔ انہیں دیکھ کر مجھے اپنا بھائی یاد آگیا۔ کیونکہ میرے بھائی کی شکل ان سے ملتی تھی۔ اس لئے میں روئی۔ پس یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک انسان اللہ تعالےٰ سے کچھ مانگنے جائے اور پھر اسے رونا نہ آئے۔ مگر اس رونے پر اگر غور کیا جائے گا۔ تو معلوم ہوگا کہ

رقت کا موجب

خدا تعالےٰ کی خشیت نہیں۔ بلکہ کوئی خاص مصیبت ہو گی۔ جس نے اسے رلا دیا اسی طرح خود غرضی کے ماتحت انسان تڑپ بھی لیتا ہے۔ اور آنسو بھی بہا لیتا ہے۔ مگر اس قسم کے عجز و انکسار سے خدا تعالےٰ دھوکے میں نہیں آ سکتا یہ مت خیال کرو۔ کہ تمہارے آنسو بہانے سے خدا تعالےٰ دھوکا کھا جائیگا۔ وہ تمہارے دلوں کو جانتا ہے۔ اور وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ میرے بندے دوسرے اوقات میں بھی عجز و انکسار دکھاتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر دوسرے اوقات میں کوئی شخص خواہ مخواہ چھاتی نکالے پھرتا ہے۔ خود پسندی اور کبر اس میں پایا جاتا ہے۔ تو خدا اس کے تھوڑی دیر کے رونے کو کچھ وقعت نہیں دیتا۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اب یہ اپنی ضرورت کے لئے رو رہا ہے۔ ورنہ اس کی طبیعت میں تکبر ظلم اور خود پسندی بھری ہوئی ہے۔ بڑے سے بڑے جابر عیسائی بادشاہ بھی ضرورت پر گرجوں میں چلے جاتے۔ اور رونے لگ جاتے ہیں۔ مگر جونہی گرجے سے نکلتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کون ہے۔ جو ہمارے سامنے بول سکے۔ جب انہیں گرجے میں دیکھا جاتا ہے جب انکی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان سے زیادہ منکسر المزاج اور کوئی نہیں۔ مگر جب گرجے سے باہر دیکھا جاتا ہے۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان سے زیادہ ظالم اور کوئی نہیں پس یاد رکھو۔ خدا تعالےٰ کو انکسار پسند ہے مگر وہ انکسار نہیں۔ جو تم دعا کے وقت پندرہ بیس منٹ کے لئے اختیار کر لیتے ہو۔ بلکہ وہ انکسار پسند ہے جو تم ۲۴ گھنٹے رکھتے ہو۔ اس

دائمی انکسار

کے ساتھ اگر ایک آنسو بھی تمہاری آنکھ سے گریگا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیگا۔ کیونکہ خدا اپنے بندے کا ایک آنسو بھی ضائع کرنا نہیں چاہتا لیکن اگر یہ انکسار نہیں۔ تو خواہ تمہارے آنسوؤں سے مصلیٰ تر ہو جائے خدا تعالےٰ کے فرشتے انہیں ایسا ہی نجس سمجھتے ہیں۔ جیسے بلی کا پیشاب۔ پس وہی رونا کام دے سکتا۔ اور اسی عجز سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ جو ہمیشہ انسان کے ساتھ رہے۔ ورنہ جس انسان میں یہ نہیں۔ اسکو تم دیکھو گے۔ کہ دعاؤں میں تو وہ خوب روتا ہے۔ لیکن دوسرے وقت کئی قسم کے

ظلموں کا ارتکاب

کر لیتا ہے۔ اس کے مقابل میں ایک اور شخص کو دیکھو گے۔ کہ وہ بیٹھا دعا کر رہا ہے مگر کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ اس کی

خشک آنکھیں

بے اثر جائیں گی۔ اور دوسرے کی تر آنکھیں اللہ تعالےٰ کی رحمت کو زیادہ جذب کریں گی۔ نہیں بلکہ خشک آنکھوں والے کی دعا اللہ تعالےٰ زیادہ قبول کرے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ رونے والا بناوٹ کر رہا ہے۔ اور دوسرا حقیقی عجز سے دعا مانگ رہا ہے۔ پھر بعض لوگوں کی طبیعت ایسی ہوتی ہے۔ کہ ذرا کسی کو روتا دیکھیں۔ وہ خود بھی رونا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا بھی دعا میں رونا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ زیادہ سے زیادہ اس رونے کو

طبیعت کا میلان

کہا جا سکتا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اس قسم کے لوگ اگر کسی کو غصہ میں دیکھیں گے۔ تو انہیں بھی غصہ آ جائے گا۔ اور انکا جی چاہے گا۔ کہ لٹھ لے کر دوسرے کا سر پھوڑ دیں۔ پس مت خیال کرو۔ کہ اس قسم کے لوگوں کا دوسرے کو روتے ہوئے دیکھ کر رو پڑنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی وقعت رکھتا ہے۔ یہ سب ایسے لوگ ہوتے ہیں جنکا رونا اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب نہیں کر سکتا پس ان عارضی باتوں پر خوش نہیں ہونا چاہیئے جو شخص دوسرے کو دیکھ کر نقل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی دوسرے کا کپڑا پہن لے

مسجد میں دعا

کے وقت ہی دیکھا جاتا ہے۔ کہ ایک آدمی اگر چیخ مارے۔ تو کئی کمزور لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو اسی سے متاثر ہو کر رونے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح

مجلس وعظ میں

دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض تو اپنی طبائع پر زور ڈالکر بیٹھے رہتے۔ اور باتیں سنتے رہتے ہیں۔ اور کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جنکی توجہ کسی اور طرف مشغول ہوتی ہے۔ وہ بیٹھے ہوئے تو وعظ کی مجلس میں ہوتے ہیں۔ مگر ان کی توجہ گھر کے کسی کام کی طرف ہوتی ہے۔ پھر ان میں بھی بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو اپنی طبیعت پر قابو رکھتے ہیں۔ اور بعض قابو نہیں رکھتے۔ اس لئے جب خاص طور پر کوئی مؤثر بات بیان کی جاتی ہے۔ تو بعض کے مونہہ سے بے اختیار سبحان اللہ نکل جاتا ہے۔ مگر جو نفس پر قابو رکھتے ہیں۔ وہ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ ہاں جو بے دھیان ہوتے ہیں۔ وہ بھی یکدم چونک پڑتے ہیں۔ اور سونے والے بھی بیدار ہو جاتے ہیں۔ اور سبحان اللہ کی آواز سنتے ہی یہ خیال کر کے کہ ہم پیچھے نہ رہ جائیں۔ فوراً سبحان اللہ کہدیتے ہیں۔ بظاہر ایک انسان ایسے شخص کے متعلق خیال کر سکتا ہے۔ کہ یہ کتنا

رقیق القلب

ہے۔ کہ اچھی بات سننے پر بے اختیار اس کے مونہہ سے سبحان اللہ نکل جاتا ہے۔ اور دوسرا کتنا سنگدل ہے۔ کہ خاموش بیٹھا رہا۔ مگر اصل بات یہ ہوتی ہے۔ کہ مختلف انسان مختلف باتوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ بعض پر ایسی باتوں کا اثر ہوتا ہے۔ جن میں

قربانی کا ذکر

کیا گیا ہو۔ اور بعض پر ایسی باتیں اثر کرتی ہیں۔ جنمیں صبر کا ذکر ہو۔ پس بعض دفعہ ایک انسان اس لئے بھی خاموش رہتا ہے۔ کہ جو بات بیان کی گئی ہو۔ وہ اس کی طبیعت کے مطابق نہیں ہوتی۔ یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ وہ

نیکی میں کم درجہ

رکھتا ہے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ وہ اس امر کی طرف میلان نہیں رکھتا مگر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک آدمی کے مونہہ سے جب سبحان اللہ نکلتا ہے۔ تو پاس بیٹھنے والا بھی گھبرا کر سبحان اللہ کہدیتا ہے۔ گویا وہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ بھی ایک نیکی ہے جسمیں مجھے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ حالانکہ اگر دوسرا بجائے سبحان اللہ کہنے کے چیخ مارتا۔ تو شائد یہ بھی اس خیال سے چیخ مار دیتا۔ کہ کہیں کوئی سانپ نکل آیا ہے۔ یا آگ لگ گئی ہے ایسی طبیعت والوں کا رونا اللہ تعالےٰ کے حضور کام نہیں آتا۔ مگر دوسرے آدمی کا ایک آنسو بھی اسے بابرکت بنا دیتا ہے۔ جانتے ہو جب چور پکڑے جاتے ہیں۔ تو وہ بھی رو یا کرتے ہیں۔ میرے ایک دفعہ گھوڑے چوری ہو گئے۔ پولیس والے جب چوروں کو پکڑ کر میرے پاس لائے۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ انکی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ اور وہ منتیں کرنے لگے۔ کہ ہمیں چھوڑ دیا جائے۔ ہم سے غلطی ہو گئی۔ کہ آپ کے گھوڑے چرا لئے۔ آپ جیسے بزرگوں کی چیز چرا کر بھی کوئی انسان بچ سکتا ہے۔ ایسا مال کبھی پچتا ہی نہیں۔ پولیس والے ساتھ تھے۔ وہ کہنے لگے۔ آپ انہیں معاف کر دیں۔ معلوم نہیں۔ وہ کیوں سفارش کرتے تھے۔ یہ بھی سنا گیا تھا۔ کہ پولیس والوں نے ان سے رشوت لے لی تھی۔ بہر حال میں نے انہیں معاف کر دیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ انکا رونا اسی منٹ کیلئے تھا۔ بعد میں وہ پھر پہلی حالت پر آ گئے۔ مگر انکی یہ بات سچی ثابت ہو گئی۔ کہ ایسا مال کہیں پچتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں ایک اور مقدمہ میں پکڑوا دیا۔ ڈپٹی کمشنر کے سامنے جب مقدمہ پیش ہوا تو اس نے کہا۔ تم

عادی چور

ہو۔ میں نے سنا ہے تم نے اس سے پہلے مرزا صاحب کے گھوڑے چرائے تھے۔ اب میں تمہیں ڈبل سزا دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ سات سات سال کے لئے قید ہو گئے۔ بعد میں ان کے خاندان پر بھی تباہیاں آئیں۔ اب تک اس علاقہ کے لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔ کہ انہیں یہ

گھوڑے چرانے کی سزا

ملی ہے۔ تو اس قسم کا رونا کام نہیں دے سکتا۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ آئندہ تم دعا کرتے وقت مت روؤ۔ اگر رونا آتا ہے۔ تو روؤ۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ رونا کام آتا ہے جبکہ صرف آنکھیں نہیں۔ بلکہ دل بھی رو رہا ہو۔ کبھی تم نے غور کیا۔ کہ جب تمہیں کوئی

حقیقی دکھ

پہنچے۔ تو اسوقت تمہاری کیا کیفیت ہوتی ہے۔ تم کمزور ہوتے ہو۔ دشمن تمہیں چھیڑتا ہے۔ اس پر دل میں درد پیدا ہوتے ہی تمہاری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہو۔ الٰہی ہم کس مصیبت میں پڑ گئے۔ کہ دشمن ہم پر ہنستا ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے۔ جو انکسار کی کیفیت ہے۔ اسے اپنے اندر پیدا کرو۔ کبھی تم نہیں دیکھو گے کہ سوائے ڈاکو یا ظالم لوگوں کے جب جنازہ جا رہا ہو۔ اور اس وقت دشمن ستانے لگے۔ تو لوگ جنازہ پھینک کر دشمن کے پیچھے ہو لیں۔ بلکہ وہ اس وقت استغفار کریں گے۔ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کریں گے۔ کہ وہ انہیں دشمنوں کے شر سے بچائے۔ یہی حالت مومن کی ہونی چاہیئے۔ اسکی نگاہ صرف اللہ تعالےٰ کی ذات پر ہونی چاہیئے۔ صحابہؓ کو دیکھو ان پر کیا کیا مصیبتیں آئیں۔ مگر سوائے خدا کے انکی نگاہ اور کسی پر نہیں پڑی۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ کہ صحابہؓ جنگ سے اس طرح گھبراتے تھے۔ جیسے موت سے انسان گھبراتا ہے۔ بیشک ان میں نوجوان بھی تھے جو تلواریں لیکر جنگ کے لئے نکلتے تھے۔ مگر بہر حال وہ نوجوان تھے۔ تم نے کبھی نہیں پڑھا ہو گا۔ کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ شوق سے تلواریں سونت سونت کر میدان جنگ میں نکلتے ہوں۔ حضرت عمرؓ کو کبھی کبھی جوش آ جاتا تھا۔ مگر وہ بھی منافقوں کے متعلق لیکن یہ بات بھی تو انہیں حضرت ابوبکرؓ سے نیچے ہی ثابت کرتی ہے۔ فوقیت نہیں دیتی۔ کسی تاریخ کی کتاب میں نہیں دیکھو گے۔ کہ صحابہ خوشی خوشی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تلوار لیکر آ گئے ہوں۔ اور آ کر کہا ہو کہ یا رسول اللہ کسی سے لڑائی چھیڑیئے۔ ہمیشہ انکی

تلواریں میانوں میں

ہی رہیں۔ ہاں کچھ نوجوان تھے جو جوش میں تلواریں نکالے پھرتے تھے۔ مگر یہ بات ان کی

اعلیٰ نیکی

ثابت نہیں کرتی۔ اگر اعلیٰ نیکی ہوتی تو خلافت کے حق دار وہ کیوں نہ ہوتے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان کا اسلام کے رستہ میں اپنی جانوں کو قربان کرنا اور تلواریں لے کر نکلنا ایک نیکی تھا۔ مگر گھٹیا درجہ کی نیکی تھی۔ اصل نیکی وہی تھی۔ جس کا قرآن کریم نے یوں نقشہ کھینچا ہے۔ کہ جس وقت صحابہ جنگ کے لئے نکلتے تو وہ جنگ کرنا اپنے لئے موت سمجھتے۔ اور ان کے دل ڈرتے کہ ڈ

انسانوں کا خون

بہائیں گے۔ وہ اپنی موت کو زیادہ پسند کرتے تھے بہ نسبت اس امر کے۔ کہ کسی دوسرے کا خون گرائیں۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ خصوصیت سے شیعہ لوگ۔ کہ قرآن مجید نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ کمزوری بیان کی ہے کہ وہ جنگ سے موت کی طرح ڈرتے تھے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ صحابہ اپنے مرنے سے نہیں بلکہ دوسروں کو مارنے سے ڈرتے تھے۔ اور دوسرے کا خون گرانا انہیں موت نظر آتا تھا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی ہونے لگی۔ تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ کو بلاؤ۔ جب وہ آگئے تو آپ نے انہیں کہا۔ تمہیں یاد ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں فلاں موقع پر کیا فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا یاد ہے آپ نے کہا تو پھر تمہارا مجھ سے جنگ کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر حضرت طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ چلے گئے۔ اور لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا۔ حضرت طلحہ رضؓ کے پیچھے پیچھے ایک دشمن ہو لیا اور اس نے آپ کو تلوار ماری۔ انہوں نے کہا کہ میں تلوار نہیں چلاؤنگا۔ کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوا ہے۔ کہ جو علی رضؓ کے مقابل پر تلوار چلائے گا وہ ظالم ہوگا۔ آخر اس نے حضرت طلحہ رضؓ کو شہید کر دیا۔ اور آپ کا سر کاٹ کر حضرت علی رضؓ کے پاس لایا۔ اور کہا مبارک ہو میں نے طلحہ رضؓ کو مار دیا۔ حضرت علی رضؓ نے کہا تجھے

دوزخ کی مبارک

ہو۔ کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوا ہے۔ کہ طلحہ رضؓ کو ایک دوزخی آدمی مارے گا۔ غرض صحابہ میں بہادری تھی۔ تو ایسی کہ ان پر

تیروں کی بارش

ہوتی اور وہ اُف تک نہ کرتے چنانچہ میں نے یہ واقعہ کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ نام یقینی طور پر یاد نہیں۔ شاید حضرت طلحہ رضؓ ہی تھے یا کوئی اور۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا ایک ہاتھ ناکارہ ہو گیا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہوئی۔ تو وہ کہنے لگے ایک جنگ کا موقع تھا۔ دشمن اپنے تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھینکتے تھے۔ اور میں اپنے ہاتھ پر ان تیروں کو لیتا جاتا تھا۔ اور سی بھی نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میرا ہاتھ شل ہو گیا۔ یہ دلیری اور بہادری تھی جو صحابہ کے اندر پائی جاتی تھی۔ ایک طرف تو انہوں نے یہ

جرأت کا نمونہ

دکھایا۔ کہ ہاتھ تیروں کی بوچھاڑ سے چھلنی ہو گیا۔ مگر ہٹایا نہیں۔ اور دوسری طرف اتنا صبر دکھایا کہ ایک شخص تلوار سے ہلاک کرتا ہے۔ مگر اس کے مقابل پر تلوار نہیں اٹھاتے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتے تھے۔ اور کبھی اپنے

نفس کی بڑائی کا خیال

نہیں کرتے تھے۔ پس عجز و انکسار پیدا کرو اور دعاؤں پر بہت زور دو۔ یقیناً یاد رکھو کہ دعا ایک ایسی چیز ہے جس سے کامیابی یقینی ہے۔ آج کل رمضان کے دن ہیں اور روزے رکھ کر اللہ تعالیٰ ہمیں بیکسوں کی شکل دینا چاہتا ہے۔ جس طرح ایک غریب اور مفلس آدمی کہتا ہے کہ میں بھوکا مرتا ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ہمیں روزوں کے ذریعہ بھوکے مرنے والوں کی طرح بنا کر اور عجز و انکسار پیدا کر کے ہمیں اپنا قرب دینا چاہتا ہے اور بتاتا ہے کہ میری رضامندی کا یہی ذریعہ ہے کہ تم دنیا میں

بھوکے مرنے والوں کی طرح عجز و نیاز

اختیار کرو۔ آج میں گھر سے اسی نیت سے آیا تھا۔ کہ آپ لوگوں کو نصیحت کروں کہ دائمی انکسار پیدا کرو۔ وہ بھی کیا انکسار ہے کہ ایک شخص کی چیخ سنتے ہو۔ اور رونے لگ جاتے ہو۔ اگر اس کی چیخ نہ سنتے تو تم بھی نہ روتے۔ ایک کو دعا کرتے دیکھتے ہو تو تمہیں بھی دعا کا خیال آجاتا ہے۔ اگر نہ دیکھتے تو تمہیں بھی خیال نہ آتا۔ یہ رونا اور یہ دعائیں خدا کے حضور مقبول نہیں ہوتیں۔ رونا وہ ہے۔ کہ آنکھیں پیچھے روئیں مگر دل پہلے رو پڑے۔ محض آنکھوں سے آنسو بہانا کوئی چیز نہیں۔ بچے بھی بعض دفعہ ماں باپ یا اپنے استاد کو ڈرانے کے لئے آنکھوں میں کچھ ڈال لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے لگاتار آنکھوں سے پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ

تصنع اور بناوٹ

ہے۔ تمہیں چاہئیے۔ کہ حقیقی طور پر اپنے دل میں رقت اور انکسار پیدا کرو۔ یہی وہ رونا ہے جس سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جب تمہارے اندر سے کبر مٹ جائے۔ خود پسندی و خود ستائی کی عادت جاتی رہے۔ عجز و انکسار دائمی طور پر پیدا ہو جائے۔ اور تمہارے منہ سے کبھی یہ نہ نکلے کہ دیکھوں تو سہی۔ کوئی میرا کیا بگاڑ لیتا ہے۔ یا میں تجھے بتا دونگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تم پر نازل ہونگی اور تمہاری دعائیں بھی سنی جائیں گی۔ پچھلے سے پچھلے سال

کشمیر کے مظلومین کے متعلق ایک میٹنگ

ہوئی۔ اس وقت ایک احراری لیڈر اٹھا اور اس نے کہا ہم احمدیوں کو مٹا دیں گے۔ اور انہیں کام نہیں کرنے دیں گے۔ کیونکہ ملک کے حقیقی نمائندے ہم ہیں۔ اسی طرح اس نے کئی باتیں کہیں۔ مگر میں دل میں سمجھ رہا تھا۔ کہ میں جو بھی اسے جواب دونگا۔ غلط ہوگا۔ میرا زیادہ سے زیادہ یہی جواب ہو سکتا تھا۔ کہ تم ہمیں کس طرح کچل سکتے ہو۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ آئندہ کیا واقعات رونما ہونے والے ہیں۔ میں اس کی باتیں سن کر مسکراتا رہا۔ اس لئے کہ جو بات وہ کہہ رہا تھا اس کے متعلق نہ اسے کچھ علم تھا نہ مجھے علم تھا۔ میرے لئے اپنی عمر میں غیروں سے اس قسم کے الفاظ سننے کا یہ پہلا موقع تھا۔ اپنوں سے تو کئی دفعہ سن چکا تھا۔ مگر غیروں میں ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے مونہہ سے یہ نہ نکلا۔ کہ میں تمہاری کیا پرواہ کرتا ہوں۔ سوائے خاموش رہنے اور مسکرانے کے میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ ایک بچہ بھی اگر کہے کہ میں تمہیں تباہ کر دونگا۔ تو ہم تو اسے بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ تمہاری حیثیت کیا ہے جو تم ایسا کر سکو۔ ہمیں کیا معلوم کہ وہ بچہ

لمبی عمر پانے والا

ہو یا ہم جلدی دنیا سے گذر جانے والے ہوں۔ پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ میں یوں کر دونگا وہ یوں کر دونگا وہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اس قسم کے الفاظ کے دو ہی مفہوم ہوتے ہیں۔ یعنی یا تو وہ عالم الغیب ہے اور جانتا ہے کہ فتح اس کے لئے ہے اور یا

خدائی طاقتیں

اس کے پاس ہیں۔ اور وہ جسے چاہے ہلاک کر سکتا ہے اور یہ دونوں باتیں جھوٹ ہیں۔ پس تم جھوٹ اور فریب سے خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ دنیاوی بادشاہ ان باتوں سے خوش ہوں تو ہوں خدا تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتا۔

غرض جب تک انکسار پیدا نہ ہوا اور جب تک یہ حالت نہ ہو کہ ایک ذلیل سے ذلیل انسان بھی تمہیں کہے کہ میں تمہیں تباہ دونگا مگر تمہارے مونہہ سے یہ نہ نکلے کہ کس طرح تباہ دو گے۔ تب تک نہ سمجھو کہ تمہارے نفس کا کیڑا مر گیا ہے۔ پس دائمی اور حقیقی انکسار پیدا کرو۔ اور اس قسم کے الفاظ کبھی منہ سے مت نکالو ہم یوں کر دیں گے۔ ہاں اگر خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرتا ہے اور اس کا وعدہ تمہارے ساتھ ہے تو پھر بے شک کہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ ایک مقدمہ کے دوران میں بتایا گیا کہ مجسٹریٹ پر زور دیا جا رہا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ سزا ضرور دے۔ ایک دوست بیان کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب یہ بات بیان کی گئی تو اس وقت آپ لیٹے ہوئے تھے۔ سنتے ہی اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ غرض جب خدا تعالیٰ کہے کہ بولو۔ اس وقت بولنا چاہیئے اور جب وہ نہ کہے تو خاموش رہنا چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کہ اس بارے میں جو نمونہ تھا اس کا اس واقعہ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ احد کے موقعہ پر ایک غلطی کی وجہ سے جب صحابہ میدان جنگ سے پیچھے ہٹ گئے۔ اور صرف چند آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے۔ تو ابوسفیان نے زور سے آواز دی کہ ہم نے محمد کو مار دیا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عمرؓ بولنا چاہتے تھے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ چپ رہو اور اسے کچھ جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا۔ آپ نے پھر صحابہ سے فرمایا کہ خاموش رہو اور کچھ جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا۔ آپ نے پھر نصیحت کی کہ چپ رہو۔ کیونکہ اگر جواب دیا جاتا تو

خطرہ کی حالت

تھی۔ دشمن تین ہزار کی تعداد میں تھا اور مسلمان پندرہ بیس تھے۔ اس لئے آپ صحابہ کو جواب دینے سے منع فرماتے رہے۔ اس پر ابوسفیان نے متکبرانہ لہجہ میں کہا۔ اعل ھبل۔ اعل ھبل۔ یعنی ہم نے رب کو مار دیا۔ ھبل بت کی بڑائی ہو۔ تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پہلے صحابہ کو جواب دینے سے منع فرماتے تھے، صحابہ سے فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں۔ فرمایا کہو۔ اللہ اعلیٰ واجل۔ اللہ اعلیٰ واجل۔ یعنی اللہ ہی سب سے بڑا اور بلند شان رکھنے والا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جہاں نفس کا سوال تھا۔ وہاں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چپ رہو۔ کیوں دشمن کو بتایا جائے کہ ہم موجود ہیں۔ مگر جب انہوں نے

اللہ تعالیٰ کی ذات پر حملہ

کیا۔ تو آپ اسے برداشت نہ کر سکے۔ یہی حالت مومن کی ہونی چاہیئے۔ اپنے نفس کے معاملہ میں اس کی نظر ہمیشہ نیچی رہنی چاہیئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی غنا کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ معلوم نہیں اللہ کے علم میں کیا ہے۔ یہ چیز ہے جسے اپنے اندر پیدا کرو۔ اور یہی چیز ہے جس کے ساتھ دعائیں سنی جاتی ہیں۔ ورنہ تہجد میں اپنی مصیبت یاد کر کے رو لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ بڑے بڑے دہریہ بھی جب ان کی بیوی یا بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ اتنا رو دیتے ہیں۔ کہ شاید مومن اتنا تہجد میں نہ روتا ہو۔ رونا درحقیقت رقت قلب کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بعض دفعہ بیوی بچے سامنے نہیں ہوتے۔ انسان محض ان کا تصور کر کے رو پڑتا ہے۔ یا کہیں جنگل میں جا رہا ہو۔ اور اسے اپنا کوئی عزیز یاد آ جائے۔ تو رو پڑتا ہے۔ پس خالی رونا کوئی چیز نہیں جب تک اس کا موجب نیک نہ ہو۔ اگر رونے کا موجب نیک ہو تو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اپنے بندے کا ایک آنسو بھی ضائع ہونے دے۔ اور اگر موجب نیک نہ ہو تو فرشتے کہتے ہیں۔ اور رو اور رو یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص بہت روتا ہے تو اس کا خون گاڑھا ہو جاتا اور رطوبت خشک ہو جاتی ہے۔ اپنی ایسی حالت پیدا کرو۔ تو تمہاری دعائیں قبول ہونگی۔ ورنہ منہ کے خالی الفاظ اور آنکھوں کے آنسو کوئی اثر نہیں رکھتے۔ شروع میں تو دو تین چکر مجھے ایسے آئے تھے کہ میں خیال کرتا تھا۔ خطبہ میں زیادہ نہیں کہہ سکونگا۔ مگر بعد میں حالت بدل گئی۔ جو نصیحت کرنے کے ارادہ سے گھر سے آیا تھا۔ وہ آپ لوگوں کو کر دی ہے۔ اب رمضان کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور دائمی انکسار پیدا کرو۔ کہ اس کے ساتھ سوکھی آنکھیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر لیتی ہیں اور اس کے بغیر

تر آنکھیں

بھی کسی کام نہیں آتیں۔

سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

کا

غیر معمولی جلسہ

تمام حصہ داران کمپنی کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ حصہ داران کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۲۵ $\frac{۱}{۳۲}$ کو بوقت ۲ بجے بعد دوپہر دفتر کمپنی میں منعقد ہوگا۔ جس میں مندرجہ ذیل ترمیمات جو کہ میمورینڈم و آرٹیکلس آف ایسوسی ایشن میں حصہ داران کے اجلاس عام منعقدہ ۲۵ $\frac{۱۲}{۳۲}$ میں منظور کی گئی تھیں۔ برائے تصدیق پیش کی جائیں گی۔

(1) Section 3 (b) of memorandum of association should read as under:-

"To manufacture, sell, treat, purchase or deal in all sorts of commodities, things or goods, substances, materials or articles used for human or animal consumption in anywise, whether as food or cloth or in anyway connected with the necessities of life"

(2) Insert article 6 (a) thus:-

"The preliminary expenses up to Rupees two thousands may be paid from the company's funds"

جو حصہ دار شامل ہو سکیں۔ مہربانی فرما کر وقت مقررہ پر تشریف لا کر مشکور فرمائیں۔

(خاکسار۔ چیئرمین بورڈ آف ڈائرکٹرز)

ضلع گوجرانوالہ کے احمدیوں کا تبلیغی امتحان

چونکہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا تبلیغ کرنا فرض اولین ہے۔ لیکن اکثر دوست یہ عذر پیش کر دیتے ہیں۔ کہ انہیں مسائل سے کماحقہٗ اس قدر واقفیت نہیں۔ کہ وہ کوئی مضمون ترتیب وار بیان کر سکیں۔ اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ ہر سہ ماہی میں ایک امتحان مضمون رکھ کر دوستوں کو تبلیغی رنگ میں تیار کیا جائے۔ پہلی سہ ماہی کے لئے مضمون وفات مسیح ہوگا۔ جس کے لئے ایک مختصر سا رسالہ موسومہ بہ "الحجۃ البالغۃ" مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بطور کورس مقرر کیا گیا ہے۔ پڑھے لکھے آدمی تو اس کو صرف دو گھنٹے میں ہی ختم کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کورس جماعت کے ہر فرد کے لئے لازمی ہوگا۔ اس لئے سہولت کے لحاظ سے یہ موزون ہوگا۔ کہ ہر جماعت کے سیکرٹری تبلیغ نماز جمعہ کے بعد صرف پانچ صفحے یا کم و بیش جماعت کو پڑھ کر بعد میں خلاصہ مطلب سمجھا دیا کریں۔ امتحان کے سنٹر۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد اور حافظ آباد ہونگے۔ تمام تحصیل کے افراد اپنے ہیڈ کوارٹر میں تاریخ معینہ پر امتحان کے لئے جمع ہو جاویں۔ امتحان زبانی ہوگا۔ سیکرٹریان تبلیغ کو چاہیئے۔ کہ رسالہ مذکور بواسطہ قادیان سے منگوا لیں۔ قیمت ۲؍ ہے۔ انسپکٹران تبلیغ کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ رسالہ مذکورہ کے پڑھے جانے کی نگرانی کرتے رہیں۔ اور فہرستیں مرتب کر کے مجھے بھجوا دیں۔

(مرزا محمد شریف بیگ نائب مہتمم تبلیغ گوجرانوالہ)

میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میانوالی میں مسلمانوں کی حق تلفی

ضلع میانوالی میں مسلمانوں کی آبادی ۹۵ فی صدی ہے۔ مگر تناسب ملازمان میڈیکل حسب ذیل ہے۔

	ہندو	مسلمان	سکھ
ڈاکٹر	۱۱	۶	۱
کمپونڈر	۲۰	۱۰	x

میونسپل کمیٹی کے چار ہسپتال ہیں۔ جن میں آج تک کسی مسلمان کمپونڈر کو نہیں لگایا گیا۔ حالانکہ لائق مسلمان کمپونڈر موجود ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ میانوالی نے زر کثیر خرچ کر کے چند ڈاکٹروں اور کمپونڈروں کو تعلیم دلائی ہے۔ لیکن آج تک ان کو ملازمت کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ سابقہ اسامیاں ان مسلمان امیدواروں کے ہوتے ہوئے ہندوؤں سے پُر کی گئی ہیں۔ انسپکٹر جنرل صاحب ہسپتالات پنجاب اور جناب سول سرجن صاحب میانوالی کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ آئندہ مسلمانوں کا خیال رکھا جائے۔

(ایک امیدوار)

اگر آج حضرت مسیح تشریف لے آئیں

میں پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا۔ کہ ان میں سے مصر کے اخبار "الاہرام" مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۳۱ء کا ایک کٹنگ ملا جس میں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ایک مضمون تھا۔ وہ کٹنگ میں نے اس لئے رکھا تھا۔ کہ اس کا ترجمہ الفضل میں شائع کرنے کے لئے بھیجونگا۔ لیکن پھر بھول گیا۔ اب میں اس مضمون کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

ایڈیٹر "الاہرام" لکھتے ہیں۔ مسٹر ارتھر برزیان امریکہ کے ایک مشہور انشاء پرداز اور ادیب ہیں۔ اور مسٹر ہیرسٹ سے جو کئی رسالوں اور اخبارات کے مالک ہیں۔ اپنے چھوٹے چھوٹے مضامین کے عوض میں رئیس جمہوریہ امریکہ کی تنخواہ سے زیادہ تنخواہ پاتے ہیں۔ وہ ایسے مواضیع پر مضامین لکھتے ہیں جنہیں شاید ہمارے ملک کے بعض اخبار نویس قابل اشاعت ہی نہ سمجھیں۔ ذیل میں ہم ان کے ایک مضمون کا ترجمہ بطور خلاصہ لکھتے ہیں۔ جس کا عنوان ہے۔ "اگر آج تشریف لے آئیں"

مسیح کی آمد ثانی کی علامات

مس کرسٹوبل پنکھارسٹ نے ان ایام میں ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ مسیح کی آمد ثانی قریب ہے۔ اور لوگوں کو اس امر کا یقین دلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ اس کی یہ خبر بلاریب صحیح ہے۔ کیونکہ اس کی آمد ثانی کی علامات عالم میں بکثرت پائی گئی ہیں۔ خصوصاً کرہ ارضیہ کے ہر ایک ملک میں کئی زلازل کا آنا۔ آتش فشاں پہاڑوں کا پھٹنا۔ جنگوں اور لڑائیوں کی تعداد کی کثرت یہ سب امور مسیح کی آمد ثانی کے قرب کی پختہ دلیلیں ہیں۔ کیونکہ مسیح نے انجیل میں اپنی آمد ثانی کی یہ علامت قرار دی ہے۔ کہ ایک قوم دوسری قوم پر اٹھے گی۔ اور ایک بادشاہت دوسری بادشاہت پر چڑھائی کرے گی۔ قحط اور وبائیں ہونگی اور مختلف جگہوں میں زلازل آئینگے۔

۱۸۰۰ء کا واقعہ

لیکن مس پنکھارسٹ نے یہ کوئی نئی بات بیان نہیں کی۔ تاریخ مسیحی میں اس قسم کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ کہ مختلف اوقات میں لوگوں نے انجیل کے اس فقرہ کی بناء پر مسیح کی آمد ثانی کا وقت معین کیا چنانچہ ۱۸۰۰ء میں تمام عالم میں یہ خبر اشاعت پاگئی کہ اب مسیح کی آمد ثانی بالکل قریب ہے۔ اور لوگوں کو اس خبر کا اتنا یقین ہوا۔ کہ وہ سفید چادریں اوڑھ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے۔ تا وہ حتی الامکان آسمان کے قریب ہو کر سب سے پہلے اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہ سکیں۔ اور بہت لوگوں نے اپنی جائدادیں بیچ ڈالیں۔ بعض نے مذہبی سوسائٹیوں کے نام پر وقف کردیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے نہایت ارزاں قیمت پر اپنی جائدادیں فروخت کیں وہ اپنے اس فعل سے بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ اب دنیا کی انتہا نزدیک ہے۔ لیکن ان کو ندامت و ندامت و پشیمانی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے واپس لوٹے۔

اگرچہ یہ عقیدہ مضرت سے خالی نہیں ہے۔ تاہم مسیح کی آمد ثانی کے متعلق مس پنکھارسٹ کی بیان کردہ پیشگوئی کی مناسبت سے غیر مفید نہ ہوگا۔ اگر ہم موجودہ زمانہ کے لحاظ سے بعض خیالات کا اظہار کریں۔

مسیح کا امریکہ میں داخلہ

مس پنکھارسٹ کہتی ہیں۔ کہ مسیح جب دوبارہ آئیگا۔ تو وہ تمام لوگوں کا سردار ہوگا۔ اور ان پر سختی سے حکومت کرے گا۔ لیکن ہم فرض کرتے ہیں۔ کہ وہ اسی حالت میں آئیگا جس حالت میں کہ وہ پہلی دفعہ آیا۔ کہ اسے کوئی نہ جانتا ہو۔ اور ایک غیر معروف مسافر کی حیثیت میں بحر اوقیانوس کو عبور کر کے امریکہ میں داخل ہونا چاہے۔ اس وقت کیا محکمہ مہاجرت اسے امریکن شہروں میں داخل ہونے کی اجازت دے گا؟ اور اگر اس نے جواب میں یہ کہہ دیا کہ میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ دولتمندوں سے کہوں۔ کہ وہ اپنے اموال کو فقراء میں بانٹ دیں۔ ورنہ آسمانی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتے۔ تو کیا امریکہ کے بہت سے لوگ اس اجنبی زائر کے مقابلہ کے لئے کھڑے نہ ہوجائیں گے اور حکومت پر اسے واپس کردینے پر زور نہ دیں گے؟ وہ کہیں گے یہ اشتراکیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ اور لوگوں کو بالشویزم کی ترغیب دیتا ہے اور حکومت روس کا ایجنٹ ہے۔ لہذا اسے فی الفور واپس کرنا چاہئے۔

چند اور سوالات

نیز اگر مسیح دوبارہ تشریف لائیں۔ تو پھر یہ سوالات بھی قابل غور ہیں۔ کہ ہمارے ملک کی کون کونسی چیز اسے حیرانی میں ڈالے گی۔ کونسی چیز اسے غمگین اور کونسی چیز خوش کرے گی؟ اور موجودہ انسانوں اور اس تعلیم مسیحی کے متعلق جو پہلی مرتبہ اس نے چھوڑی تھی اس کی کیا رائے ہوگی؟ خصوصاً اپنے اصلی وطن کے متعلق جس میں وہ پہلی دفعہ آیا۔ اور اسے ملزم گردان کر صلیب دیا گیا۔ اور کیا وہ خیال کریگا کہ اس دفعہ اس کا نصیب پہلی مرتبہ سے اچھا ہوگا؟ جبکہ وہ دیکھے گا کہ یہود پھر فلسطین میں واپس آرہے ہیں۔ اور ایک مسیحی حکومت کی حمایت میں اسے اپنا قومی وطن بنانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ پھر وہ دوسری طرف روس میں ایک ایسی حکومت پائے گا۔ جو گرجوں کو مسمار کرتی ہے یا ان کو فوجی چھاؤنیوں یا عجائب خانوں میں تبدیل کرتی ہے۔ وہ خدا کی عبادت کو بہت برا خیال کرتی ہے بلکہ حرام سمجھتی ہے۔ اور پھر تمام شہروں میں لڑائیاں اور جھگڑے۔ فتنے۔ بغاوتیں اور مختلف علاقوں کی جنگیں جو ایک دوسرے کا خون بہاتی ہیں۔ دیکھے گا۔ لیکن سب سے زیادہ جو امر اس کے لئے تکلیف کا موجب ہوگا وہ عیسائیوں کی آخری لڑائی ہوگی۔ جس میں کروڑہا لوگ گولیوں اور بم کے گولوں یا زہریلی گیسوں سے ہلاک ہونگے۔ اور لاکھوں بچے اور عورتیں اور درماندہ و بیکس لوگ جن کا لڑائی میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ خوراک نہ ملنے کی وجہ سے مرجائیں گے۔ اس وقت وہ ان سرکشوں کے متعلق یہی کہیگا کہ اگر ان کی گردنوں میں چکی کے پتھر لٹکا کر سمندر میں ڈال دیا جائے۔ تو یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ان چھوٹے بچوں اور عاجزوں اور مسکینوں کو تکلیف میں ڈالیں۔ پھر مختلف قسم کی ایجادوں اور ہوائی جہازوں اور موٹروں اور مشینوں وغیرہ کا ملاحظہ کرے گا۔ جنہوں نے لوگوں کو محنت کے کاموں میں سہولت پیدا کردی۔ لیکن ساتھ ہی لکھوکھا انسانوں کو بیکار کردیا۔

غربت اور امارت کا نظارہ

پھر وہ سر بفلک عمارتیں دیکھے گا جن کے مقابلہ میں ہیکل سلیمان کوئی قابل ذکر چیز نہیں اور بہت سے کروڑپتی دولت مندوں کو پائیگا لیکن اس کی پریشانی کی کوئی حد نہیں رہے گی۔ جبکہ وہ ان ہزارہا عالیشان عمارتوں کو تو رہنے والوں سے خالی پائیگا۔ اور ہزارہا لوگوں کو پھٹے پرانے خیموں اور بوسیدہ چھپروں کے نیچے زندگی بسر کرتے دیکھیگا۔ اور وہ ان شہروں کو عمدہ عمدہ چیزوں سے بھرپور پائیگا لیکن بہت سے لوگوں کو بھوکے۔ کپڑوں سے دکانیں بھری ہوئی ہونگی لیکن بہت سے لوگ ننگے ہونگے۔ بعض کے خزائن کروڑوں روپوں سے معمور ہونگے۔ لیکن عام لوگوں کو وہ فقیر دیکھیگا۔ بہت سے لوگوں نے نرخ کی گرانی کی خاطر غلہ کی بوریاں لکھوکھا کی تعداد میں جمع کی ہوئی ہونگی۔ یہاں تک کہ ان پر کیڑا لگ چکا ہوگا۔ مگر بے چارے فقراء اپنی بھوک کی روٹی کے لئے بے قرار ہونگے۔ اور سوچتے ہونگے کہ ہمیں آج کی روٹی کہاں سے ملیگی۔ ان سب حالات کو دیکھ کر مسیح کیا کہتا ہوگا۔ جو اس نے آج سے ۱۹۰۰ سال پہلے اس قوم سے کہا تھا۔ جس کے پاس آج ہر چیز بافراط موجود ہے۔ میری وصیت یہ ہے۔ کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرو جیسے میں نے تم سے محبت کی۔

مضمون کا مقصد

الاہرام نے مسٹر ارتھر برزیان کے مضمون کا کچھ خلاصہ دیا ہے۔ لیکن اس سے بھی یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ مسٹر ارتھر کا اس مضمون کے لکھنے سے یہ مقصد ہے کہ مسیح کی آمد ثانی جیسے عیسائیوں کا اعتقاد ہے نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس وقت محبت کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ اور ایسی تعلیم کی کہ جس سے دنیا میں امن اور صلح و آشتی پیدا ہو۔ نہ کہ جنگ و جدال کی تعلیم کی۔ کیونکہ دنیا پہلے سے جنگوں کی مصیبت میں گرفتار ہے۔ چنانچہ آنیوالا مسیح جب آیا تو وہ صلح و آشتی اور امن و سلامتی کی تعلیم لے کر آیا۔ اور آسمان کو تکنے والے عیسائیوں اور مسلمانوں سے ببانگ دہل کہا رہے

سرکو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں عمر دنیا سے بھی اب آگیا ہفتم ہزار

* اگرچہ اس وقت دنیا اپنی قدیم روایات کے مطابق ان کی تعلیم کو قبول کرنے سے اعراض کیا۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا جائیگا۔ اور کوئی مسیح آسمان سے اترتا نہیں دیکھیں گے۔ تو آخر اس خدا کے برگزیدہ مسیح کی تعلیم کی طرف توجہ کرینگے۔ اور اس کے ..

اشتہارات

کناری روغن (رجسٹرڈ)

اگر آپ اپنی صحت کی قدر کرتے ہیں اور اس کو ہمیشہ درست رکھنا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں اگر آپ اپنی قوت کو بحال رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اگر عورتیں اپنی مخصوص بیماریوں سے بچنا چاہتی ہیں۔ اور اولاد کو مضبوط اور توانا بنانا چاہتی ہیں۔ تو جلد سے جلد کناری روغن کا استعمال شروع کردیں۔ اس کا استعمال آپ کو عیاں طور پر بتا دے گا۔ کہ یہ کس قدر بیش بہا چیز اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ کناری روغن بڑے بڑے قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ ویسے تو ہر موسم میں استعمال کی جاسکتی ہے۔ لیکن آج کل کا موسم بہ نسبت دوسرے موسموں کے زیادہ اچھا ہے۔ پس جلد سے جلد آرڈر بھجوائیں۔ تاکہ موجودہ موسم سے فائدہ اٹھا سکیں

قیمت ایک شیشی عہ تین شیشی للعہ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ

دلکشا ہیر آئل

(رجسٹرڈ)۔ یہ تیل تمام تیلوں کا سرتاج اور سب سے بڑھ کر فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ اس کے فوائد کے اعتراف کرنے والے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۹۵ فیصدی ہیں اور باقی جو ۵ فیصدی ہیں۔ ان کو محض گراں قیمت کی شکایت ہے۔ ورنہ فوائد سے ان کو بھی انکار نہیں۔ بس آپ کو چاہیئے کہ ہمیشہ اسی تیل کا استعمال کریں۔ زیادہ تفصیل کے لئے کارڈ لکھکر فہرست مفت طلب فرمائیں۔ قیمت فی شیشی ۸ اونس عمر فی درجن ہیہ۔ نوٹ:۔ دو شیشیوں پر ایک شیشی کے برابر محصول لگتا ہے۔ پس آرڈر دیتے وقت اس کا خیال رکھا کریں۔

اس کے علاوہ ہمارا کارخانہ ہر قسم کے سستی قیمت والے تیل بھی تیار کرتا ہے۔ جو خالص اور عمدہ ہونے کے لحاظ سے دوسری جگہوں سے سستے سپلائی کرتا ہے۔ مثلاً چنبیلی کا تیل۔ آملہ کا تیل۔ گلاب۔ مولسری۔ نگترہ وغیرہ یہ سب تلوں کے تیلوں میں تیار کئے جاتے ہیں۔ مٹی کا تیل وغیرہ یا کوئی ایسی ضررساں چیز نہیں استعمال کی جاتی۔ پس احمدی دوکانداروں کیلئے خاص طور پر موقعہ ہے کہ وہ ہماری تمام چیزیں منگوا کر اپنی اپنی جگہ فروخت کریں۔

دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان۔ پنجاب۔

بجلی کا منظور شدہ سکول

پنجاب بھر میں صرف سکول فار الیکٹریشنز لدھیانہ ہی ہے۔ جو گورنمنٹ ریکگنائزڈ ہے۔ ہر قابلیت کے طلباء کے لئے جداگانہ کلاسز ہیں۔ داخلہ جنوری میں شروع ہوتا ہے۔ پراسپکٹس جن میں وزیر تعلیم پنجاب اور انسپکٹر آف انڈسٹریز کی رائیں درج ہیں۔ مفت بھیجے جاتے ہیں۔

مینیجر

ضرورتِ شادی

ایک احمدی۔ سرکاری ملازمت۔ تنخواہ تخمیناً سو روپیہ ماہوار کو ایک خداترس تعلیم یافتہ مخلص احمدی لڑکی کی ضرورت ہے۔ خواہش کنندہ احباب بابو اظہر حسین احمدی اکربیالوجیکل سروے آفس پٹنہ سے خط و کتابت کریں۔

تیس ہزار روپیہ انعام

ختم نبوت پر گو بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر کتاب لاجواب "قرآن مبین محیط ابواب المعانی "خاتم النبیین" میں ساڑھے سات سو آیات اور احادیث ختم نبوت پر سیر کن عام فہم اردو میں بحث کی گئی ہے۔ باضابطہ تردید کرنے والے کو تیس ہزار روپیہ انعام۔ قیمت عہ روپیہ

نصیر بک ایجنسی۔ قادیان۔

دوستوں کو اطلاع

۴۸

نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت نے جلسہ سالانہ سے پہلے بھی اطلاع دی تھی۔ کہ ہم نے یکم فروری ۱۹۳۴ء تک اپنے دواخانہ کی اشتہاری ادویات میں خاص رعایت کر دی ہے۔ لہٰذا اب دوبارہ آگاہی کے واسطے لکھا جاتا ہے۔ تاکہ ہر ایک دوست فائدہ اٹھا سکیں۔ اور ساتھ ہی حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی شہادت۔ حبوب عنبری اور حب الحمرا کے متعلق اور باقی ہماری دوکان کی ادویات کے متعلق آپکی رائے قابل غور ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ٭ میں گذشتہ سال ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ جسکی وجہ سے میرا بدن اس قدر دبلا ہوگیا۔ کہ گوشت کے لحاظ سے بلا مبالغہ نصف رہ گیا۔ یہانتک کہ اصل بیماری زائل ہونیکے بعد بھی بدن میں کوئی معتدبہ ترقی نہ ہوئی۔ اسمیں کچھ میری عمر کا بھی دخل تھا۔ اسکے لئے کئی دوائیں بھی استعمال کیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور اس پر ایک سال کا عرصہ گذر گیا۔ آخیر میں حکیم نظام جان صاحب نے مجھے حبوب عنبری کی ایک شیشی دی اس کے استعمال سے مجھے نمایاں فائدہ ہوا۔ یہانتک کہ اب میرا بدن بیماری سے پہلی حالت سے بھی بہتر ہوگیا ہے۔ اور غیر معمولی فائدہ میرے لئے محرک ہوا۔ کہ میں ان حبوب کی تعریف میں کچھ لکھدوں۔ تاکہ اور حاجتمند بھی ان سے فائدہ اٹھائیں۔ حکیم نظام جان صاحب کی اشتہاری دواؤں کی نسبت ایک خاص بات معلوم کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو اشتہاری دوا رائج ہو جائے۔ اور اسکے اجزاء قیمتی ہوں۔ تو عموماً ان کے بنانے میں بے احتیاطی برتی جاتی اور قیمتی اجزاء کے قلیل القیمت بدل ڈالنے شروع کر دیتے ہیں مثلاً کستوری کی جگہ تیز پات کے پتے جو کوڑیوں بکتے ہیں۔ اور موتیوں کی جگہ سیپ جو سستی چیز ہے ڈالدیتے ہیں۔ اور گو حکماء نے کیفیت کے لحاظ سے ان کو ان کا بدل لکھا ہے۔ مگر ان قیمتی دواؤں کا جو بالخاصیت اثر ہوتا ہے۔ وہ ان بدلوں میں ہرگز نہیں ہوتا۔ اور وہ سارا نسخہ بیکار ہو جاتا ہے۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مولانا حکیم مولوی نورالدین صاحب نے حب الحمرا میں جو قیمتی اجزاء رکھے ہیں۔ حکیم نظام جان صاحب کی دکان پر وہی قیمتی اجزاء ابتک اسمیں ڈالی جاتی ہیں جس سے مجھے یقین ہے۔ کہ دوسرے نسخوں میں بھی یہ ضرور احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور آج کل اشتہاری اطباء میں یہ وصف بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ جو انمیں ہے۔ میں اس پر حکیم نظام جان صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء محمد سرور شاہ

المشتہر:۔ نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

توقع سے بڑھ کر فائدہ اٹھاؤ

جناب جیون شاہ صاحب احمدی سیالکوٹ فرماتے ہیں۔ "اگرچہ میں مسلسل طور پر مفرح حیات نہیں کھا سکا۔ تاہم مجھے توقع سے بڑھ کر فائدہ ہوا۔ واقعی مفرح حیات دل و دماغ اور اعصاب کو طاقت دیتی ہے اور خون پیدا کرتی ہے۔ اب میں اپنے گھر میں بھی استعمال کراؤنگا" آپ بھی آزمائش کریں فائدہ نہ ہو۔ تو قیمت واپس۔

حکیم یوسف علی احمدی محلہ دارالبرکات قادیان

کیلنڈر سنہ ۱۹۳۴ء مفت

جن صاحبان نے ہمارے ہاں سے اس سال میں مال منگوایا۔ وہ کارڈ ڈال کر مفت منگوا سکتے ہیں۔

مینیجر فٹ کوٹ کمپنی رنچھوڑ لائین کراچی

رشتہ مطلوب ہے

ایک مخلص نوجوان احمدی جس کی عمر ۲۸/۲۹ سال کی ہے۔ اور محکمہ ڈسٹرکٹ بورڈ سیالکوٹ اور پی۔ ڈبلیو۔ ڈی گوجرانوالہ ڈویژن لاہور میں ٹھیکہ دار ہے بھٹی قوم سے ہے اس کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اس کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی شریف الطبع ہو۔ ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔ پتہ ذیل پر خط و کتابت کی جاوے۔ منشی خادم علی احمدی مختار سردار کرتار سنگھ صاحب ٹھیکہ دار کلاس والہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ سیکرٹری انجمن احمدیہ کھیوہ کلاس والہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنڈت جواہر لال نہرو نے آل پارٹیز کانفرنس کے متعلق جو تازہ ترین بیان شائع کیا ہے۔ اور جس میں ۲۶ جنوری کے یوم آزادی کا بھی ذکر ہے۔ اس کے سلسلہ میں دہلی میں خیال کیا جا رہا ہے کہ پنڈت صاحب موصوف کو ۲۶ جنوری یا اس سے چند روز پہلے گرفتار کر لیا جائے گا۔

آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس بمبئی سے ۱۴ جنوری کی اطلاع کے مطابق فروری میں ہوگا۔ مگر اس اجلاس میں وائٹ پیپر کا سوال زیر بحث نہیں آئیگا۔

اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں مسٹر گیا پرشاد سنگھ یہ ریزولیوشن پیش کرنے والے ہیں۔ کہ اسمبلی یا ملک کسی ایسے آئین کو منظور نہیں کرے گا۔ جس میں فوج اور فنانس کا صیغہ لوگوں کے منتخب نمایندوں کے ہاتھ میں نہ دیا جائے۔

یونائیٹڈ پریس کا نامہ نگار ناگ پور سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ ۳۵-۱۹۳۴ء میں گورنمنٹ ہند کے بجٹ میں اندازاً پانچ کروڑ روپیہ کا خسارہ رہیگا۔

سندھ کے مشہور ہندو لیڈر پروفیسر چھبلانی جو اقتصادیات کے ماہر اور ہندو سبھا کے سرکردہ لیڈر تھے۔ ۱۴ جنوری کو بمبئی میں ایک اپریشن کے بعد وفات پا گئے۔

ایرانی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ تمام فوجوں کو صرف دیسی کپڑا دیا جائیگا۔ جو ایران کا بنا ہوا ہو۔

پشاور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ افغانستان کے دو تین بڑے شہروں کے درمیان ریلوے لائن بنانے کا سوال حکومت کابل کے زیر غور ہے۔ اور ایک جرمن کمپنی سے معاہدہ بھی طے ہونے والا ہے۔ اس لائن سے افغانستان کے شہر ہرات اور کابل وغیرہ ملائے جائیں گے۔

میکسیکو میں ایک نیا مذہبی قانون نافذ کیا گیا ہے۔ جس کے رو سے تیس ہزار اشخاص کے لئے صرف ایک پادری مقرر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عراق میں ۱۹ اور ۲۰ سال کے نوجوانوں کے لئے فوج میں بھرتی لازمی قرار دی گئی ہے۔

فرانسیسی گورنمنٹ پیرس کی ایک اطلاع کے مطابق آج کل یہ کوشش کر رہی ہے کہ برٹش کوئلہ کی درآمد میں دس فیصدی کمی کر دے۔ برٹش گورنمنٹ سمجھوتہ کے لئے مصروف عمل ہے۔

شنگھائی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ چینی حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس کی افواج نے فکچو پر قبضہ کر لیا۔ اگر یہ بیان درست ہے تو گویا چین میں فکڈن بغاوت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

نازیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آسٹریا کے چانسلر ڈاکٹر ڈولفس نے زبردست اقدام کیا ہے اور اعلان کیا ہے۔ کہ فوج پولیس اور سول سروس سے ان تمام ممبران کو علیحدہ کر دیا جائیگا۔ جن کی وفاداری مشکوک ثابت ہوگی۔ اس غرض کے لئے ایک تحقیقاتی کمشنر بھی مقرر کر دیا گیا ہے۔

جموں سے ۱۳ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ ایک راجپوت لیڈر کے بیان کے مطابق ریاست کے راجپوتوں میں دختر کشی کی قبیح رسم ابھی تک موجود ہے۔ چنانچہ صوبہ جموں کے راجپوت حلقوں میں ستر فیصدی یا اس سے بھی زیادہ گھروں میں کوئی لڑکی نہیں اور اگر ہوتی ہے۔ تو زندہ دبا دی جاتی ہے۔ حکومت نے اعلان بھی کیا تھا۔ کہ جو راجپوت اپنی لڑکیوں کو زندہ رکھیں گے۔ ان کو پنشن یا زمین دی جائیگی۔ مگر یہ مراعات صرف اہل رسوخ اور متمول راجپوتوں کو دی جاتی ہیں۔ حکومت کو اس وحشیانہ رسم کے انسداد کی طرف فوراً متوجہ ہونا چاہیئے۔

بمبئی سے ۱۳ جنوری کو مزید ½ ۹۷ لاکھ روپیہ کا سونا یورپ و امریکہ کو بھیجا گیا۔ اس وقت تک ڈیڑھ ارب روپیہ کا سونا ممالک غیر کو بھیجا جا چکا ہے۔

حکومت فرانس نے اعلان کیا ہے۔ کہ اسے بارہ کروڑ پونڈ قرضہ کی ضرورت ہے۔ اس اعلان کے مطابق کئی مقامات پر قرضہ وصول کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔

باریسال میں ۷۷ جاگیریں جن میں سترہ جائے اور ۲ مستقل حلقے شامل ہیں۔ مالیہ کی ستمبر کی قسط ادا نہ ہونے کی وجہ سے نیلام کر دی گئی ہیں۔

روس کے ڈکٹیٹر ایم سٹیلن نے جو سرکاری طور پر روس کی کیمونسٹ پارٹی کے جنرل سکرٹری ہیں۔ نیویارک ٹائمز کے خاص نمایندہ کو ۱۳ جنوری ماسکو میں ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ جاپان کی فوجی تیاریوں میں بھاری خطرہ ہے۔ اور ہمارے لئے ان تیاریوں کا مقابلہ کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ جاپان یا کسی اور نے اگر روس پر حملہ کیا۔ تو ہم اس کی گردن توڑ دینگے۔ ہم کسی غیر ملکی طاقت کے حملہ کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

سال نو کے آغاز سے جرمنی میں ایک "جرنلسٹ ایکٹ" جاری کیا گیا ہے۔ جس کے ماتحت وہی شخص اخبارات کے دفاتر میں کام کر سکیگا اور وہی مضامین لکھ سکیگا۔ جسے گورنمنٹ کی طرف سے سارٹیفکیٹ حاصل ہوگا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہودی جرنلسٹوں کو مضامین لکھنے سے روکا جائے۔

پبلسٹی افسر جموں نے بیان شائع کیا ہے کہ بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ علاقہ میرپور کے مسلم نمبردار اور ذیلدار ہندوؤں کو مسلمان بننے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ مگر تحقیقات کرنے پر یہ بات بالکل غلط معلوم ہوئی ہے۔ جن چماروں کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہیں مسلمان بنایا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہے۔

شیخ محمد عبد اللہ صاحب کشمیری لیڈر کے متعلق جموں کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ بیرسٹری کی تعلیم کے لئے ولایت جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پاسپورٹ کے لئے درخواست بھی کر دی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ علی گڑھ یونیورسٹی نے جس کے آپ ایم۔ ایس۔ سی ہیں۔ آپ کو تین سو روپیہ ماہوار وظیفہ دینا منظور کیا ہے۔

میدناپور کالج کے قائم مقام پرنسپل مسٹر بی۔ ٹی دس اس اور دو پروفیسروں کو ایکٹ انسداد دہشت انگیزی کے ماتحت نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ وہ ضلع کی حدود سے باہر نکل جائیں۔

نازی پارٹی کے اصلاح کنندگان نے برلن کی ایک اطلاع کے مطابق ایک حکم جاری کیا ہے۔ جس کے رو سے عورتوں کو زرق برق کپڑے پہننے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سادہ کپڑے پہنیں۔

جاپان و ہندوستان کے تجارتی معاہدہ کے سلسلہ میں نئی دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جاپان کے سرکاری اور غیر سرکاری ڈیلی گیٹوں اور اخبارات کے نمایندوں کا ہندوستان میں دورہ پر تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے۔

حکومت ہند کا میزانیہ ۲۷ فروری کو اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

زلزلہ جو ۱۵ جنوری کو تمام ہندوستان میں آیا۔ اس کے متعلق مختلف مقامات میں جانی و مالی نقصانات کی اطلاعات پہنچ رہی ہیں۔ ان میں سے بعض کا خلاصہ یہ ہے۔ دہلی میں کئی مکانات اور سرکاری عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ ہارکورٹ بٹلر سکول کے کمرے دھنس گئے کانپور میں قریباً سات ہزار مکانات کو نقصان پہنچا۔ تین ہزار مکانات کے بعض حصے منہدم ہو گئے۔ بعض مسجدوں اور مندروں کے گنبد اور کلس گر گئے۔ کچھ لوگ زخمی ہو گئے۔ کرائسٹ چرچ کو شدید نقصان پہنچا۔ نشان صلیب کا رخ دوسری طرف مڑ گیا۔ زلزلہ کے دوران میں لوگ بیحد خوفزدہ ہو گئے۔ اور گھروں سے نکل بھاگے۔ کلکتہ میں جمال پور ریلوے سٹیشن کی عمارت منہدم ہو گئی۔ بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے بنارس میں بہت سے مکانات گر گئے۔ کافی تعداد میں لوگ زخمی ہوئے۔ لکھنؤ میں کئی عمارتیں شق ہو گئیں۔ پٹنہ میں کئی عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ بہت سے لوگ بے گھر ہو گئے اور کھلے میدان میں پڑے ہیں۔ اور ۸ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ گیا میں ۱۱۹ اشخاص ہلاک ہوئے۔ دارجیلنگ

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی